ماہنامہ



نوری کرن



بریلی

91

کرن

37 nP.

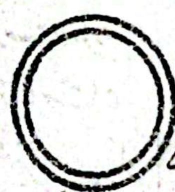
ماہنامہ
نوری کرن
کرن ۹ بریلی
دسمبر ۶۶ء و جنوری ۶۷ء
نگران
صوفی عزیز احمد صاحب
ایڈیٹر
اقبال احمد نوری
قیمت سالانہ
چار روپے فی پرچہ ۶
پاکستان سے سالانہ
پانچ روپے فی پرچہ ۸
غیر ممالک سے
۱۵ شلنگ سالانہ
بشکل پوسٹل آرڈر



ماہ دسمبر ۶۶ء
و
جنوری ۱۹۶۷ء

پاکستانی حضرات

نوری کرن کی رقم جناب محمد جمیل صاحب رضوی تملک جہانگیر حیدرآباد سندھ۔ ویٹر ۲ روانہ کر کے رسید دفتر نوری کرن بریلی کے پتہ پر روانہ کریں۔ رسالہ ان کے نام جاری کر دیا جائے گا۔
پتہ ۲ مفتی احمد یار خانصاحب کتب خانہ نعیمیہ گجرات۔ پاکستان



اگر اس دائرے میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چندہ ختم ہوگیا ہے آئندہ سال کا چندہ فوراً روانہ فرمائیے ورنہ ادارہ رسالہ بھیجنے سے مجبور ہوگا

منیجر
ایم نسیم بریلوی

ضروری نوٹ

رسالہ ہر ماہ انگریزی کی پہلی تاریخ کو پوسٹ کیا جاتا ہے اگر آپ کو ۱۰ تاریخ تک نہ ملے تو اپنا نمبر خریداری لکھ کر دوبارہ منگالیں بغیر نمبر خریداری کے دوبارہ رسالہ روانہ نہ ہوگا۔

عبداللطیف خاں اقبال احمد ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے شاہی پریس بریلی میں چھپوا کر دفتر نوری کرن بازار صندل خاں بریلی سے شائع کیا

اداریہ

فکر و نظر

ریڈیو کا اعلان اور علماء کا کردار!

رویت ہلال کے سلسلہ میں تمام اکابر و مشاہیر علماء اہلسنت مفتیان شریعت خصوصاً سیدنا حضور پرنور اعلیٰحضرت مجدد اعظم دین وملت مولانا شاہ عبد المصطفیٰ احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، صدر الصدور صدر الشریعت حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنف بہار شریعت ملک العلماء سلطان الفضلا حضرت مولانا محمد ظفر الدین صاحب قادری رضوی، صدر الافاضل حضرت مولانا علامہ سید محمد نعیم الدین صاحب قادری رضوی مراد آبادی، حضرت امام المتکلمین خطیب اعظم مولانا ابو المحامد سید محمد صاحب اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی۔ سلطان العلوم حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب لائلپوری۔ امام المناظرین تیر بشتہ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب لکھنوی۔ علامہ اجل مولانا شاہ محمد اجمل صاحب مفتی سنبھل قدست اسرارہم وحضرت قبلہ مفتی اعظم ہند امام العلماء مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خانصاحب نوری رضوی، شہزادہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ۔ مجاہد اعظم حضرت مولانا قاری مفتی محبوب علی خانصاحب (لکھنوی) فقیہ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی، حضرت مولانا مفتی محمد رفاقت حسین صاحب کانپوری فاضل اجل علامہ اکمل مولانا قاری سید محمد خلیل شاہ صاحب کاظمی محدث امروہی مدظلہما کا سنت وشریعت فقہاء احناف کے مطابق یہ متفقہ تحقیقی فتوی اور شرعی فیصلہ ہے کہ رویت ہلال کے سلسلہ میں تار ٹیلیفون وائرلیس ریڈیو وغیرہ کی خبر واعلان پر عمل واعتماد شرعاً قطعاً ممنوع وناجائز ہے۔ چاند کے سلسلہ میں رویت درکار ورنہ شہادت شرعیہ پر مدار۔ تار ٹیلیفون، ریڈیو سب بیکار کا جملہ مدت مدید سے اہل علم کے ورد زبان وقلم ہے۔

تقسیم ملک سے تھوڑا پہلے مولانا عبد الحفیظ صاحب مفتی آگرہ مرحوم نے اپنے ایک فتوے میں یہ لکھا تھا کہ مسلمانان ہند کسی عالم معتمد کو پورے ہندوستان کے لئے مقرر کرکے رویت ہلال کا فیصلہ ان کے سپرد کردیں اور وہ جہاں جہاں ریڈیو اسٹیشن ہیں وہاں اپنے نائب علماء مقرر کردیں اب یہ علماء اپنے مقام پر شہادت لیکر اپنا فیصلہ بذریعہ ریڈیو کسی مسلمان سے اپنی نگرانی میں نشر کرادیں تو اس پر تمام ہندوستان (مع پاکستان) کے مسلمانوں کو عمل کرنا واجب ہوجائیگا (مولیٰ تعالےٰ معاف فرمائے) مفتی آگرہ کا جب یہ بیان منظر عام پر آیا تو علمی حلقوں میں نہایت تعجب اور افسوس سے دیکھا گیا چنانچہ اسی وقت علامہ اجل محقق بے مثل مولانا محمد اجمل صاحب مفتی سنبھل علیہ الرحمہ نے بعنوان "اجمل المقال" لعارف رویت ہلال" میں اس نئی ایجاد کا مدلل اور محقق رد لکھا نیز مفتی آگرہ کے نظریات، توپ کی آواز روشنی اور ڈھنڈورہ پر قیاس کا بالخصوص نوٹس لیا اور محققانہ رد فرمایا۔ تار ٹیلیفون

وائرلیس، ریڈیو۔ لاسلکی ٹیلیفون، لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کی حقیقت ونوعیت کو علیحدہ بیان کیا اور نا قابل تردید دلائل اور نا قابل تردید دلائل کی روشنی میں رویت ہلال کے سلسلے میں مندرجہ بالا مغربی ایجادات کے اعلان کو نا قابل عمل ممنوع وناجائز قرار دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی فقیہ اعظم حضرت مولانا علامہ الحاج مفتی محمد مظہر اللہ صاحب امام شاہی جامع مسجد فتحپوری دہلی مدظلہ العالی نے کتاب "استفاء المحال فی رویت ہلال" میں مفتی آگرہ مرحوم کے فتوے کا نام لیکر فاضلانہ رد کیا اور مفتی صاحب کے پیش کردہ جزئیات کا کھوکھلا پن ظاہر کر دکھایا۔ اس نئی اختراع کا رد بلیغ ہے کہ ریڈیو کے ذریعہ ایک عالم معتمد کا اعلان پورے ہندوستان (مع پاکستان) کیلئے واجب العمل ہے اکابر اہلسنت کے اس مدلل جواب شرعی محاسبہ کے بعد مفتی صاحب مرحوم خاموش ہو رہے اور متحدہ ہندوستان بھر کے اکابر میں سے کسی ایک نے بھی ان کے فتوے کی تصدیق نہ فرمائی۔ قیام پاکستان کے بعد مرحوم کراچی تشریف لے گئے وہاں مسائل کی تحقیق میں بے راہ روی عام ہے بعض علم وعمر وتجربہ کے اعتبار سے چھوٹے چھوٹے مولوی صاحبان بھی میدان علم وتحقیق کے ہیرو نظر آتے ہیں۔ خصوصاً مغربی ایجادات سے متعلق مسائل کی تحقیق کو تحریک کی صورت میں پیش کرتے ہیں اور اپنی بات منوانے پر اصرار کرتے ہیں اور شب وروز اسکی باقاعدہ تبلیغ ہوتی ہے خصوصاً لاؤڈ اسپیکر پر نماز اور ریڈیو کے اعلان کے مسائل ہمارے ان نئے نئے محققین کی زندگی کا شاہکار ہیں اور افسوس کہ ہمارے یہ احباب اس سلسلے میں اپنے اکابر مشائخ طریقت اساتذہ کرام کے متفقہ فتوی اور طے شدہ شرعی فیصلہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ مفتی آگرہ مرحوم کراچی تشریف لے گئے اور اسی قسم کے چند نئے نئے محققین سے تائید وتصدیق حاصل کرکے ریڈیو کے اعلان کو توپ کی آواز بنا کر اور ابن ماجشون مالکی کے حوالہ سے بادشاہ اسلام کا حکم قرار دیکر پورے پاکستان کے مسلمانوں کے لیے واجب العمل بنا دیا گیا۔ اور جمعیت لاہور جلد ۲ شمارہ ۵ کے صفحہ ۳ پر جمعیۃ العلماء پاکستان کے فیصلہ کا لباس پہنا کر چھاپ دیا گیا۔ جب اہل علم نے اس فتوے کی بنیادی کمزوری کا بلبلا پن ملاحظہ فرمایا تو رویت ہلال کے سلسلے میں مکمل نصاب شریعت کا خاتمہ نظر آیا سب سے پہلے نائب اعلیٰحضرت مظہر صدر الشریعت سلطان العلوم، امام الفن حضرت استاذ الاساتذہ علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب لائلپوری محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ نے سنت وشریعت کا تحفظ ودفاع فرماتے ہوئے جریدہ حمیدہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ جلد ۳ شمارہ ۶ مطابق ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ صفحہ ۲ و ۷ پر رویت ہلال کا نصاب شریعت احکام شریعت کی روشنی میں نہایت تحقیق وتدقیق سے پیش کیا جس سے اہل علم کی گردنیں جھک گئیں اور تصدیق کرنے والے بہت سے علماء نے اپنے غلط فتوے سے رجوع کیا اور اور مفتی پاکستان علامہ محمد صاحبداد خانصاحب مرحوم نے جمعیت کے فیصلہ پر نہایت پر مغز فاضلانہ اختلافی نوٹ تحریر فرمایا جو جمعیت لاہور جلد ۲ شمارہ ۱۰ میں شائع ہوا۔ مفتی پاکستان نے (فتح الباری۔ نیل الاوطار سے ابن ماجشون مالکی اور شامی سے باب الصوم کے جزئیات کو غیر معتبر وبے محل قرار دیکر ریڈیو کے اعلان کو پورے ملک کے لیے شرعاً نا قابل عمل قرار دیا۔

محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز ومفتی پاکستان علامہ محمد صاحبداد خانصاحب علیہ الرحمہ کے ان نا قابل تردید شرعی تحقیقی جوابات کا نہ مفتی آگرہ مرحوم نے جواب دیا اور نہ ہی کسی تصدیق فرمانے والے کسی صاحب کو احکام شریعت

کہنے کی جرأت ہوئی، بلکہ دیگر علماء کے علاوہ اس مسئلہ کے محرک حضرت مولانا غلام معین الدین صاحب نعیمی سابق مدیر جمیعت لاہور نے بھی رجوع فرمالیا۔ اور تحقیق کے بعد قبول حق کی ایک مثال قائم کردی۔ مگر اب پھر ایک عرصہ کے بعد محدث پاکستان و مفتی پاکستان کے پردہ فرمانے کے بعد بعض علماء کمزوری کردار اور مرعوبی ماحول کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور بعض مولوی نما سیاسی لیڈر ملازمت کے احترام و خوشنودی حکام سے متاثر ہو کر ریڈیو کے اعلان کو پورے ملک کے لیے واجب العمل قرار دے رہے ہیں اور ریڈیو کے اعلان پر روزہ رکھنے اور عید منانے کو ضروری قرار دے رہے ہیں اگر ہیں یا تو ان کی بے علمی ہے یا پھر حکومت وقت کا دباؤ اور اپنی ملازمت کی کرسی بچانے کی فکر دامنگیر ہے کیونکہ ہمیں باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں کے بعض ذمہ دار کہلانے والے حضرات بھی نہ صرف ریڈیو کے اعلان کو پورے ملک کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں بلکہ دیوبندیوں وہابیوں کے ساتھ اپنا اصولی نہیں صرف فروعی اختلاف بتاتے اور مصافحہ و معانقہ تو درکنار بلکہ ان کے مولویوں کی نماز جنازہ تک پڑھ جاتے ہیں، اور قطعاً کوئی شرم و غیرت نہیں کرتے اور اپنے سابق تمام فتاوے کفر و ارتداد کو بھول جاتے ہیں ہمارے خیال میں اس میں بھی کمزوری کردار مرعوبی ماحول کا اثر اور حکومت وقت کی خوشنودی احکام شریعت سے غفلت و بے پرواہی کے سوا کچھ بھی نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے اس گول مول رویہ صلح کلی نظریہ سے نہ ہی آدمی کی دنیا سنورتی ہے اور نہ ہی آخرت بنتی ہے نہ ہی احکام شریعت مٹ سکتے ہیں نہ ہی نصاب شریعت کو ختم کیا جا سکتا ہے اللہ عز و جل اپنے دین کا خود حافظ و ناصر ہے۔ دنیا فانی ہے، گول مول رویہ اختیار کرنا اظہار حق کے موقعہ پر خاموشی اختیار کرنا اور حق و باطل کو ملا دینا کوئی اچھی روایت نہیں، تاریخ ایسے شرعی مجرموں کو کبھی معاف نہیں کرے گی، چاہیے وہ اپنے حلقۂ اثر میں کتنے ہی محبوب و مقبول کیوں نہ ہوں۔ اور چاہے وہ اپنے آپ کو کچھ بھی سمجھتے اور جانتے ہوں، ایسے نازک دور میں جبکہ قوانین شرعیہ کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ نصاب شریعت کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے منصوبے ہو رہے ہیں، اور فتوے دیے جا رہے ہیں اور سنت و شریعت کے تقاضوں کو فراموش کر کے محض عقلی ڈھکوسلوں ذاتی ذاتی خیالات و قیاسات اور خود ساختہ بے بنیاد توجیہات کی بنا پر صرف گانے بجانے والے ریڈیو کے اعلان پر روزہ رکھنے اور عید منانے کو واجب قرار دے رہے ہیں ہماری نظر آستانۂ عالیہ رضویہ پر پڑتی ہے کہ وہ اس صدی کے مجدد و محقق علی الاطلاق امام اہلسنت فی الآفاق کا آستانۂ قدسیہ ہے اسی لیے ادارہ "نوری کرن" نے اپنی طرف سے کچھ کہنے اور لکھنے کے بجائے آستانۂ عالیہ کے دار الافتاء کی طرف رجوع کیا اور حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی کے علاوہ اہلسنت کے جلیل القدر اکابر علماء رو خصوصاً فاضل اجل علامہ اکمل مولانا قاری سید محمد خلیل شاہ صاحب کاظمی محدث امروہی دامت برکاتہم العالیہ مجاہد ملت حضرت مولانا مفتی محبوب علیخاں صاحب قادری رضوی (لکھنوی) بمبئی۔ امام المتکلمین حضرت مولانا علامہ سید محمد صاحب محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علمائے اہلسنت وغیرہ کے ایمان افروز نورانی شرعی و تحقیقی فتاوی بھی شامل اشاعت ہیں۔ یہ وہ اکابر ہیں جن کے دم پر پوری دنیائے سنیت کا دار و مدار ہے حتی کہ ریڈیو کے اعلان کو معتبر اور واجب العمل بتانے والے بھی ان حضرات سے شرف بیعت و شرف تلمذ

و عقیدت ضرور رکھتے ہیں یہ وہ حضرات ہیں جن کی ذات پر دنیائے سنیت کو ناز و اعتماد ہے اس کے علاوہ بھی بہت سے اکابر کرام قدس اسرارہم کے اسی مسئلہ زیر بحث سے متعلق مدلل و محقق فتاوے شامل کیے جا رہے ہیں تاکہ اکابر کے فتاوی اصاغر کے لیے باعث ہدایت ثابت ہوں اور انھیں رجوع الی الحق کی توفیق نصیب ہو۔

جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے پاکستان ایسے ماحول میں جہاں مسائل دینیہ و شرعیہ سے بے پرواہی بے اعتنائی اور سرد مہری عام ہے وہاں بندہ روزہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ و بندہ روزہ سواد اعظم لاہور و ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ سنت و شریعت کا صحیح تحفظ و دفاع اور اکابر کا اتباع اور مسلک سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں ان تمام علماء کے لیے محدث اعظم پاکستان کی ذات گرامی کی جرأت و استقامت علی الشریعت مثالی چیز ہے کہ جن پر متعدد مقدمات صرف اس بنا پر کیے گئے کہ وہ ریڈیو کے اعلان کو معتبر نہ مانتے تھے یہ اتباع شریعت کا نتیجہ ہے کہ ان کا سفر آخرت انوار و تجلیات کی بارش میں کتنا حسین ہوا۔ اسی طرح محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ جن کے رویت ہلال کے سلسلے میں دو فتوے شامل اشاعت ہیں وہ جنھوں نے وصال شریف کے بعد کرتہ کا دامن چاک کروا کر نکلوانے کی بجائے دونوں ہاتھ اٹھا دیے اور کرتہ مبارک نکال لیا گیا یہ دو واضح اور روشن مثال ہیں بھلا ایسے صاحب بصیرت اور صاحب کرامت اکابر کا مسلک کیونکر غلط ہو سکتا ہے مولیٰ تعالیٰ نے ہمیں سنت و شریعت پر استقامت اور اتباع شریعت کی توفیق دے اور مغربی ایجادات و اختراعات سے محفوظ رکھے آمین

اس کے ساتھ ساتھ ہم پاکستانی حکام سے بحیثیت ایک مسلمان یہ اپیل کریں گے کہ وہ وہاں کے علماء کو ایسی بات کے لیے مجبور نہ کریں جس کے لیے شریعت اسلامیہ قوانین شرعیہ نے بھی مجبور نہ کیا ہو پورے ملک میں ایک ہی روز روزہ رکھنا اور پورے ملک میں ایک ہی دن عید منانا شرعاً ضروری نہیں ہے روزہ و عید کے لیے شرعاً رویت درکار ہے ورنہ شہادت شرعیہ پر مدار ہے اور ریڈیو تار ٹیلیفون وغیرہ سب بیکار ہیں۔۔ پاکستانی حکام خود بھی سنت و شریعت پر عمل کریں اور وہاں کے علماء کو بھی شرعی معاملات میں آزاد رہنے دیں اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی اور سلامتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

اس رویت ہلال نمبر کے لیے خواہش تھی کہ زیادہ سے زیادہ صفحات پر شائع کیا جاتا مگر افسوس کہ حسب پروگرام ایسا نہ کر سکے کیونکہ کاتب صاحب کی عدیم الفرصتی ہمارے آڑے آئی اسی وجہ سے موجودہ رسالہ بھی چند دن دیر سے آپ کو مل رہا ہے۔ پھر بھی جہاں تک ہم سے ہو سکا ہے ہم نے حتی الامکان موجودہ بحث کو جامع اور مدلل طریقہ پر پیش کیا ہے پھر بھی وقت کی کمی کے باعث کچھ کی اور کتابت و تصحیح کی خامیاں رہ سکتی ہیں اس کے لیے ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں

اس شمارے میں صرف ہلال سے متعلق ہی مضامین شامل اشاعت کیے گئے ہیں غیر متعلقہ مضامین نظم و نثر میں سے صرف کریم نگر کے فتوے سے متعلق مختصراً اظہار خیال کیا گیا ہے جو وقت کی ایک اہم ضرورت کے پیش نظر ہے اس سلسلے میں مکمل تفصیل آئندہ شمارے میں شائع کی جائے گی

(مدیر)

مرکزِ اہلسنت بریلی شریف کا مبارک فتویٰ

کہ ریڈیو سے رویتِ ہلال کے فتوے کا اعلان دوسرے شہر والوں کیلئے ناقابلِ عمل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک جگہ رویتِ ہلال کا ثبوت شرعی ہو جائے اور مفتی فتویٰ دے دے۔ پھر اسی مفتی کو لیجا کر ریڈیو اسٹیشن سے پر فتویٰ بیان کرائے اور مفتی ریڈیو سے فتویٰ بیان کرے یا مفتی کے فتوے کا وہی اعلان ریڈیو سے کیا تو جن مقاموں کے لوگ ریڈیو سے فتویٰ یا فتوے کا اعلان سنیں گے ان پر بھی صوم یا افطار لازم و واجب ہے یا نہیں ہے جبکہ معلن منادی کا ثقہ ہونا بھی شرط نہیں ہے بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب۔ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا جواب مدلل تحریر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

فقیر حقیر عبید المحبوب محمد مظفر علی قادری برکاتی رضوی محبوبی سہسوانی غفرلہٗ

امام مسجد خان بہادر۔ محلہ بھورے۔ بریلی شریف۔ ۱۴ ذی الحجہ دوشنبہ مبارکہ ۱۳۸۶ھ

۷۸۶

الجواب

جہاں رویتِ ہلال کا ثبوت شرعی ہوا صرف وہاں والوں پر روزہ وافطار و اضحیہ وغیرہ واجب ہے ہدایہ وغیرہ میں ہے الاصل بقاء الشھر فلا ینتقل عنہ الا بدلیل ولم یوجد لہٰذا جہاں رویتِ ہلال کا ثبوت شرعی ہوا وہاں والوں کو روزہ و افطار و اضحیہ کا حکم دینا موافق شرع مطہر ہے اس پر عمل کیا جائے گا۔ اور جہاں رویتِ ہلال کا ثبوت نہیں ہوا ہے وہاں والوں کو یہ حکم دینا کہ روزہ رکھو یا افطار کرو یا قربانی کرو وغیرہ ذالک خلاف شرع ہے اور مفتی کا فتویٰ خلاف شرع قابلِ عمل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر کوئی مفتی اپنے شہر اور دیگر بلاد جہاں رویت کا ثبوت نہیں ہوا ہے ان تمام مقامات کے لیے روزہ و افطار وغیرہ کا حکم دے تو اس کے حکم و فتوے پر ایسی جگہ جہاں رویت کا ثبوت نہیں ہوا ہے عمل نہ ہوگا خواہ وہ مفتی ریڈیو سے فتویٰ دے یا خود دوسرے بلاد میں جا کر اپنا فتویٰ دے دوسری جگہ جب وہ فتویٰ دیگا تو اس فتوے کی بنا یعنی ثبوت شرعی کا اس سے مطالبہ ہوگا۔ آخر قاضی نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ دوسری جگہ جا کر کہے کہ میرے پاس ثبوت شرعی سے رویت ثابت ہو چکی ہے۔ کل سے روزہ رکھو یا کل عید کرو۔ وغیرہ ذالک۔ تو اس کے حکم پر عمل نہ ہو۔ فتح القدیر میں ہے۔ لو ذکر ما فی کتابہ (ای کتاب القاضی) لان ذلک القاضی بنفسہ لا یقبلہ الخ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الفقیر ابوالفضل السید محمد افضل حسین

مفتی دار العلوم مظہر اسلام بریلی

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

۱۔ صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ زیب سجادہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف

ومفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ

۲۔ نعم الجواب واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔ فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہٗ اشرفی جیلانی کچھوچھوی۔ کچھوچھہ شریف

۳۔ الجواب صحیح۔ محمد سلیمان غفرلہٗ اشرفی، بھاگلپوری۔

۴۔ وافق الجواب الکتاب۔ فقیر رفاقت حسین غفرلہٗ مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور وارد حال بمبئی

۵۔ صح الجواب۔ محمد سعید غفرلہٗ بقلم خود صدر المدرسین سابق مدرسہ حنفیہ غوث العلوم جمن گنج کانپور

۶۔ صح الجواب۔ الاحقر محمد رحیب علی القادری الرضوی العزیزی النانپاروی غفرلہٗ مفتی نانپارہ

۷۔ الجواب صحیح۔ محمد حسن خاں عفی عنہ سفیر جامعہ عربیہ ناگپور

۸۔ الجواب صحیح۔ مشتاق احمد نظامی سکریٹری سنی کانفرنس

۹۔ الجواب صحیح وصواب۔ محمد عبد المتین قادری غفرلہٗ ساکن محلہ [illegible]

۱۰۔ الجواب صحیح قادری غلام محی الدین خاں غفرلہٗ پیلی بھیت

۱۱۔ الجواب صحیح۔ محمد احمد [illegible] عفی عنہ غازی پوری مدرس مدرسہ فاروقیہ بنارس

۱۲۔ الجواب صحیح۔ محمد سعید احمد قادری رضوی سنبھلی عفی عنہ سنبھل ضلع مراد آباد

۱۳۔ الجواب صحیح۔ ریاض الحسن سنبھلی سنبھل۔ مراد آباد

۱۴۔ الجواب صحیح والمجیب نجیح والمخالف قبیح محمد یونس نظامی الہ آبادی غفرلہٗ

۱۵۔ الجواب صحیح۔ محمد اجمل غفرلہٗ صدر المدرسین مدرسہ اہلسنت ومفتی اعظم سنبھل

۱۶۔ الجواب صحیح۔ محمد آل حسن نعیمی سنبھلی عفی عنہ شیخ الحدیث جامعہ عربیہ ناگپور

۱۷۔ الجواب صحیح۔ محمد عثمان الاعظمی مدرس مدرسہ زینت القرآن مدن پورہ بمبئی ۸

۱۸۔ الجواب صحیح۔ فقیر محمد محبوب اشرفی غفرلہٗ مدرس مدرسہ احسن المدارس جدید کانپور نزیل بمبئی۔

۱۹۔ صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ عبد المصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ خادم الطلباء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور

۲۰۔ الجواب صحیح۔ محمد عنایت الرسول محمد عمر عفی عنہ خلف حضرت مولٰنا ہدایت رسول صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱۔ الجواب صحیح۔ قاضی احسان الحق نعیمی عفی عنہ بہرائچ

۲۲۔ الجواب صحیح ناچیز سید محمد مقصود غازی ربانی جبلپوری

۲۳۔ صح الجواب واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فقیر ابوالطاہر محمد طیب صدیقی قادری برکاتی رضوی مجددی داناپوری

۲۴۔ الجواب صحیح واللہ ورسولہ اعلم فقیر محمد سلیم غفرلہٗ رضوی حامدی خطیب مسجد دھوبی تالاب بمبئی

۲۵۔ صح الجواب واللہ ورسولہ اعلم محمد الیاس دھوبی تالاب بمبئی

۲۶۔ الجواب صحیح فقیر ربانی سید محمد عبد المسجود وجود قادری غفرلہٗ جبلپوری

۲۷۔ الجواب صحیح۔ فقیر مداح مصطفیٰ حمید الرحمٰن رضوی غفرلہٗ خطیب جامع مسجد بریلی شریف

۲۸۔ الجواب صحیح۔ خادم القوم سید

محمد عزیز حسین عفی عنہ ۔ لکھنؤ ۔ محلہ محمود نگر ۔

۲۹۔ الجواب ھو الصواب :۔ محمد حامد حسن قادری اشرفی سنبھلی غفرلہٗ سنبھل ضلع مراد آباد

۳۰۔ الجواب صحیح ۔ الفقیر غلام آسی غفرلہٗ قادری مدرس مدرسہ غوثیہ تاج العلوم ناگپور ایم پی ۔

۳۱۔ الجواب صحیح محمد اسلام قادری اشرفی سنبھلی غفرلہٗ سنبھل ضلع مراد آباد

۳۲۔ الجواب صحیح والمجیب نجیح محمد عبد الرشید غفرلہٗ مفتی جامع عربیہ ناگپور

۳۳۔ صح الجواب مطابق بالسنۃ والکتاب غلام رشید ارشد القادری غفرلہٗ ایم ۔ اے ۔ بی ناگپور یونیورسٹی پرنسپل مدرسہ اسلامیہ ناگپور

۳۴۔ الجواب صحیح ۔ محمد سلیم اللہ بنارسی عفی عنہ

۳۵۔ الجواب صحیح ۔ فقیر محمد شفیع احمد قادری غفرلہٗ مبارک پور اعظم گڑھ

۳۶۔ الجواب صحیح ۔ سید احسن ربانی قادری جلپوری

۳۷۔ لا ریب فی صحۃ الجواب واللہ اعلم بالصواب ۔ محمد عبد الحق عفی عنہ ۔ پیش امام جونی مسجد مدنپورہ بمبئی ۸

۳۸۔ صح الجواب بعون الملک الوھاب احقر علی احمد خادم دار العلوم اشرفیہ مبارکپور

۳۹۔ الجواب صحیح ۔ سید غضنفر حسین دہلوی غفرلہٗ لکھنؤ محلہ محمود نگر

۴۰۔ الجواب صحیح ۔ فقیر محمد یونس قادری غفرلہٗ مالے گاؤں ۔ ضلع ناسک

۴۱۔ الجواب صحیح ۔ ابو الکاظم محمد حیات علی قادری برکاتی رضوی حشمتی ۔ بھاؤ پوری عفی عنہ

۴۲۔ الجواب صحیح ۔ محمد رضوان الرحمن قادری عفی عنہ مفتی ریاست اجین

۴۳۔ الجواب صحیح ۔ نور محمد قادری غفرلہٗ چتوڑ گڑھ

۴۴۔ الجواب صحیح ۔ محمد اختر حسنی بریلوی غفرلہٗ شہر کہنہ بریلی شریف

۴۵۔ الجواب صحیح ۔ سید محمد نذیر حسین دہلوی ثم لکھنوی غفرلہٗ ، محمود نگر ۔

۴۶۔ صح الجواب : ۔ اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ۞ نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما فقیر ابراہیم رضا غفرلہٗ زیب سجادہ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ بریلی شریف

۴۷۔ ان نعن الجواب لحق ۔ فقیر ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ خطیب جامع مسجد مدنپورہ بمبئی ۸

۴۸۔ الجواب صحیح ۔ عبد العزیز قادری نانڈوی عفی عنہ

۴۹۔ انہ نقول الفصل ۔ حاجی ابو بکر بن حاجی احمد نسیم والا قادری برکاتی رضوی غفرلہٗ ناظم اعلی مرکزی انجمن تبلیغ صداقت ہند بمبئی ۳

۵۰۔ الجواب صحیح :۔ سید محمد جسیم ابن مولوی سید محمود شاہ قادری عفی عنہ ۲۲ کھاکھا بازار بمبئی ۳

۵۱۔ الجواب صحیح ۔ سید غلام محمد قادری برکاتی رضوی دیراوی غفرلہٗ ساکن دیراول کاٹھیاواڑ وارد حال بمبئی

پاکستانی حضرات متوجہ ہوں

عبد الغفار صاحب اکبر باز ارخانیوال کے پتہ پر نوری کرن کا چندہ یا کوئی رقم بھیجی تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا ۔ لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ سے مفتی احمد یار خانصاحب کتب خانہ نعیمیہ گجرات کے پتہ پر روانہ کریں ۔ (منیجر نوری کرن بریلی)

ریڈیو کا اعلان احکام شریعت کی روشنی میں

از تبرکات امام المحققین تاج المدققین محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیا صرف ریڈیو کے اعلان پر روزہ چھوڑنا اور عید کرنا صحیح ہے یا غلط اور شرعاً ریڈیو کے اعلان پر اعتماد کرنا جائز ہے یا ناجائز ؟ نیز اس بارہ میں سیدنا اعلیحضرت مجدد دین و ملت قدس سرہٗ کی تحقیق و مسلک کیا ہے ؟

(سائل) محمد حنیف خطیب عیدگاہ ڈنگہ ضلع گجرات اور ظہور احمد خطیب توکلی جامع مسجد منڈی بہاؤ الدین

الجواب : ۔ اللھم ھدایۃ الحق بالصواب ۔ اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت قدس سرہٗ کا مسلک اس سلسلہ میں وہی ہے جو کتب فقہ معتبرہ متداولہ میں مذکور ہے کہ ایک شہر میں اگر عید کے چاند کا ثبوت شرعی ہوجائے تو دوسرے شہر میں صرف خط یا جنتری یا تار برقی یا ریڈیو کے ذریعہ سے روزہ کا ترک کرنا اور عید کرنا شرعاً جائز نہیں ہاں شرعی قواعد سے اگر دوسرے شہر میں چاند ہونے کا ثبوت مل جائے تو پھر جائز ہے بلکہ ضروری ہے ۔ جیسے دوسرے شہر میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اگر شریعت کے مطابق چاند دیکھنے کی شہادت دیں یا حکم قاضی پر شہادت دیں یا خبر مستفیض و متواتر سے چاند ہونے کا علم ہو جائے ۔

ریڈیو تو ایک حکایت ہے ۔ نہ چاند دیکھنے کی شہادت ہے نہ حکم قاضی پر شہادت ہے اور نہ ہی خبر مستفیض ہے لہذا ریڈیو کا اعلان عید کے چاند کے لیے شرعاً معتبر نہیں ۔ دیکھئے اعلیحضرت مجدد دین و ملت کی تصدیق شدہ کتاب مستطاب بہار شریعت (مصنفہ استاذ محترم استاذ العلماء صدر الشریعہ بدر الطریقت مولانا محمد امجد علی صاحب قدس سرہٗ) کے صفحہ ۱۱ پر ہے ۔

مسئلہ :۔ ایک جگہ چاند ہوا تو صرف وہیں کے لیے نہیں بلکہ تمام جہان کے لیے ہے مگر دوسری جگہ کے لیے اس کا حکم اس وقت ہے کہ ان کے نزدیک اس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے ۔ یعنی دیکھنے کی گواہی یا قاضی کے حکم کی شہادت گزرے یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے اور وہاں لوگوں نے روزہ رکھا یا عید کی ہے ۔ (در مختار) **مسئلہ** تار ، ٹیلیفون سے رویت ہلال ثابت نہیں ہو سکتی ۔ آج کل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ۲۹ رمضان کو بکثرت ایک جگہ سے دوسری جگہ تار بھیجے جاتے ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں ، اگر کہیں سے تار آگیا بس تو عید ہو گئی یہ محض ناجائز اور حرام ہے ۔ تار کیا ہے ۔ اگر بالکل صحیح ہو جب بھی تو یہ محض ایک خبر ہے ۔ شہادت نہیں ۔ فقیر کہتا ہے کہ ریڈیو بھی چونکہ خبر و حکایت ہے لہذا دوسرے شہروں کے لیے شرعی حجت نہیں ۔

اعلیحضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ العزیز نے اپنے رسالہ جلیلہ ازکی الاھلال کے صفحہ ۳ پر تنبیہ اول میں فرمایا ۔ شریعت مطہرہ نے دربارہ ہلال دوسرے شہر کی خبر کو شہادت کافیہ یا تواتر شرعی پر بنا فرمایا اور ان میں بھی کافی و شرعی ہونے کے بہت قیود و شرائط لگائیں ۔ جن کے بغیر ہرگز گواہی و شہرت تک بکار آمد نہیں اور پر ظاہر کہ تار (یونہی ریڈیو) نہ کوئی شہادت شرعیہ ہے نہ خبر متواتر پھر اس پر اعتماد کیونکر حلال ہو سکتا ہے ۔ فتح القدیر و در مختار و فتاوی ہندیہ و حاشیہ طحطاویہ علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے واللفظ للدر یلزم اھل المشرق برؤیۃ اھل المغرب

ثبت عند ھم رویتہ اولئک بطریق موجب علامہ حلبی وعلامہ طحطاوی وعلامہ شامی حواشی درمختار میں فرماتے ہیں بطریق موجب بان یتحمل اثنان الشہادۃ او یشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبر ان اھل البلدۃ کذا رأوہ لانہ حکایۃ جو یہاں تار (یا ریڈیو) کی خبر پر عمل چاہے اس پر لازم کہ شرعًا اس کا موجب وملزم ہونا ثابت کرے مگر ہاتا نہ ثابت ہوگا" اھ

اور تنبیہ چہارم میں فرمایا علماء تصریح فرماتے ہیں کہ "دوسرے شہر سے بذریعہ خط خبر شہادت دینا صرف قاضی شرع سے خاص جسے سلطان نے فصل مقدمات پر والی فرمایا ہو یہاں تک کہ حکم کا خط مقبول نہیں درمختار میں ہے القاضی یکتب الی القاضی وھو نقل الشہادۃ حقیقۃ ولا یقبل من حکم بل من قاض مولی من قبل الامام اھ ملتقطا فتح میں ہے: ھذا النقل بمنزلۃ القضاء ولھذا لا یصلح الا من القاضی غیر قضاۃ تو یہیں سے الگ ہوئے رہے قاضی ان کی نسبت صریح ارشاد کہ اس بارے میں نامہ قاضی کا قبول بھی صرف اس وجہ سے ہے کہ صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین نے برخلاف اس کی اجازت پر اجماع فرمالیا ورنہ قاعدہ یہی چاہتا تھا کہ اس کا خط بھی انھیں وجہوں سے جو اوپر مذکور ہوئیں مقبول نہ ہو اور ظاہر کہ جو حکم خلاف قیاس مانا جاتا ہے مورد سے آگے تجاوز نہیں کرسکتا اور دوسری جگہ اس کا اجراء محض باطل و فاحش تھا پھر حکم قبول خط سے گزر کر تار تک پہونچنا کیونکر روا ائمہ دین تو یہاں تصریح فرماتے ہیں کہ اگر قاضی اپنا آدمی بھیجے بلکہ بذات خود ہی آکر بیان کرے میرے سامنے گواہیاں گزریں ہرگز نہ سنیں گے کہ اجماع تو صرف دربارۂ خط منعقد ہوا ہے۔ پیام ایلچی وخود بیان قاضی اس سے جدا ہے" امام علامہ محقق علی الاطلاق شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں الفرق بین رسول القاضی وکتابہ حیث یقبل کتابہ ولا یقبل رسولہ فلان غایۃ رسولہ ان یکون کنفسہ وقدمنا انہ وذکرو ما فی کتابہ وذلک القاضی بنفسہ لا یقبلہ وان القیاس

فی کتابہ کذالک الا انہ اجیز باجماع التابعین علی خلاف القیاس فاقتصر علیہ۔ سبحان اللہ پھر تار بیچارے کی کیا حقیقت کہ اسے کتاب القاضی پر قیاس کریں اور جہاں خود بیان قاضی شرعًا قاضی بے اثر وہاں بنائے احکام اس کے سر دھر دیا۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اور جب شرعًا قاضی کا تار یوں بے اعتبار تو اوروں کے تار کی جو ہستی ہے وہ ہماری تقریر صدر سے آشکار کہ مقبول الکتاب کا تار ناچیز تو مردود الکتاب کا تار کیا چیز۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الملک العزیز

فقیر کہتا ہے کہ جب دوسرے شہر میں قاضی یا حاکم کا خود آکر بیان دینا چاند کے ثبوت کے متعلق شرعًا معتبر نہیں تو ریڈیو میں اس کا اعلان کیسے معتبر ہوسکتا ہے۔ تنبیہ پنجم میں فرمایا "قاضی شرع کا نامہ بھی اسی وقت مقبول جب دو مرد یا ثقہ یا ایک مرد دو عورتیں عادل دار القضاء سے یہاں آکر شہادت شرعیہ دیں کہ یہ خط بالقین اسی قاضی کا ہے اور اس نے ہمارے سامنے لکھا یا ہم کو دیکر گواہ کرلیا۔ کہ یہ خط اسی کا ہے ورنہ ہرگز قبول نہیں ہدایہ میں ہے لا یقبل الکتاب الا بشہادۃ رجلین او رجل وامرأتین لان الکتاب لتیبہ الکتاب فلا یثبت الا بحجۃ تامۃ وھذا لانہ ملزم فلا بد من الحجۃ۔ فتاوی ہندیہ میں ملتقط سے ہے یجب ان یعلم ان کتاب القاضی الی القاضی صار حجۃ شرعًا فی المعاملات بخلاف القیاس درمختار میں ہے واکتفی الشافعی یشھدھم انہ کتابہ وعلیہ الفتوی۔ سبحان اللہ یہ خطوط یا تار (یا ریڈیو کا اعلان) جو یہاں آتے ہیں ان کے ساتھ کون سے دو گواہ عادل آکر گواہی دیتے ہیں کہ فلاں نے ہمارے سامنے لکھا یا تار دیا (یا ریڈیو میں اعلان کرایا) مگر ہے یہ کہ ناواقفی کے ساتھ امور شرع میں بے جا مداخلت سب کچھ کراتی ہے نسأل اللہ التوفیق الصواب وبہ نستعین فی کل باب۔ اس سے نیز اس زمانہ فتن میں لوگوں کو احکام شرع پر سخت جرأت ہے

خصوصًا ان مسائل میں جن میں حوادثات جدیدہ سے تعلق ونسبت ہے جیسے تار برقی وغیرہ (ریڈیو ٹیلیفون) سمجھتے ہیں کہ کتب ائمہ میں ان کا حکم نہ نکلے گا جو مخالفت شرع کا ہم پر الزام چلے گا مگر نہ جانا کہ علماء دین شکر اللہ مساعیہم الجمیلۃ نے کوئی حرف ان عزیزوں کے اجتہاد کو نہیں رکھا ہے۔ تصریحًا تلویحًا تفریعًا تاصیلًا سب کچھ فرمایا ہے زیادہ علم اسے بنے جسے زیادہ فہم ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز زمانہ ان بندگان خدا سے خالی نہ ہوگا جو مشکل کی تسہیل مفصل کی تحصیل صعب کی تذلیل مجمل کی تفصیل سے ماہر ہوں بحر سے صدف صدف سے گہر بلد سے درخت اور درخت سے ثمر نکالنے پر باذن اللہ قادر ہوں" اعلیٰحضرت مجدد دین وملت نے رسالہ جلیلہ نور الادلہ میں فرمایا شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وفطر کا حکم رویت پر معلق فرمایا۔ صحیحین وغیرہما میں بطرق کثیرہ بہت صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ فان غمی علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین چاند دیکھ کر روزہ رکھو چاند دیکھ کر ختم کرو اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو بس ہمیں اسی پر عمل فرض ہے باقی رہا حساب اسے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یک لخت ساقط کردیا۔ صاف ارشاد فرماتے ہیں انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب الشہر ھکذا وھکذا ہم

رویت ہلال کے بارے میں ریڈیو کے اعلان کا شرعًا اعتبار نہیں اگرچہ اعلان کرنے والا قاضی وحاکم اہلسنت ہی کیوں نہ ہو

حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کا یہ ایمان افروز مغربی ایجادات سوز فقیہانہ فتویٰ جمعیت لاہور ۷ اپریل ۶۵ء، ۵ رمضان ۸۴ھ جلد ۲ شمارہ ۵ میں برشائع ہونیوالے ایک غلط فتوے کے جواب میں تھا جو پہلی بار رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۱۰ اپریل ۱۹۶۵ء مطابق ۲۰ رمضان ۸۴ھ جلد ۱۲ شمارہ ۵ کے صفحہ ۲ پر شائع ہوا اہل علم کی تحقیقات کیلئے اور مسئلہ زیر بحث کی ضرورت واہمیت کی وضاحت احکام شریعت کی اشاعت کیلئے بصد ناز واقتخار ادارہ نوری کرن دوبارہ شائع کر رہا ہے

امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں دونوں ہاتھ کی انگلیاں تین بار اٹھاکر فرمایا مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند فرمالیا یعنی انتیس اور مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے ہر بار سب انگلیاں کھلی رکھیں، یعنی تیس رواہ الشیخان وابوداؤد والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما فالحمد للہ ولہ المنۃ اپنے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے امی امت ہیں ہمیں کسی کے حساب کتاب سے کیا کام جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا حساب سنیں نہ تحریر مانیں نہ قرآن دیکھیں نہ اندازہ جانیں۔ اور اعلیحضرت نے اسی رسالہ میں ہلال کے متعلق چند امور نقل فرمائے پھر ارشاد فرمایا اور اس قسم کے سب خیالات محض مہمل وبیہودہ ہیں جن پر اصلا مدار احکام نہیں نہ حاکم و عالم پر شرع یہ لازم فرمائے کہ عند اللہ جو بات نفس الامر میں ہے اس پر مطلع ہوجائیں کہ یہ تکلیف ما لا یطاق ہے بلکہ شرع ان پر یہی فرض کرتی ہے کہ دلیل شرعی سے جو ثابت ہو اس پر عمل کرو۔ عام ازیں کہ عند اللہ کچھ ہو" اھ

نیز سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ نے رسالہ البدور الاجلۃ میں فرمایا قرد (۱) "تار محض مہمل ہے اور ناقابل التفات اگرچہ متعدد شہروں سے وارد ہو" قرد (۸) بازاری افواہ اصلاً کوئی چیز نہیں قرد (۹) مجرد حکایت محض نامسموع" پھر نور الادلہ خرج البدور الاجلۃ میں فرمایا" جاہل لوگوں بلکہ ان مدعیان علم میں بھی جو زعم خود فقیہ العصر وحید الدہر

ہوں اعتماد خط کا عجب جوش ہے اپنے کسی معتمد کا خط آگیا۔ اور شہادت شرعی میں کچھ باقی نہ رہا گویا خط کیا ہے خاص فلک قمر سے ان پر تفسیر بالیقین نازل ہوئی پھر کورے جہال کا تو کہنا ہی کیا ہے وہاں خط سے گزر کر تاریخ خط سے استفسار ہوتا ہے حالانکہ علماء فرماتے ہیں خط پر اعتماد نہیں۔ نہ اس پر عمل ہو۔ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مہر مہر کے مثل ہو سکتی ہے۔ اھ"

اسی کے چند سطر بعد اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے فرمایا "تار جیسا ایک جگہ کا ویسا ہی دس بیس ستاسم کا سب نامعتبر ہیں یعنی اگر کسی شہر میں متعدد تار مختلف امصار سے آئیں تو ان کی بھی کچھ وقعت نہ ہوگی کہ کثرت تار کو شرعی تواتر و اشتہار سے اصلاً علاقہ نہیں۔ گواہوں کا مجرد یہ بیان کہ فلاں شہر میں چاند ہوا یا فلاں فلاں نے چاند دیکھا۔ یا فلاں روز سے روزہ رکھا۔ مجرد حکایت ہے جس پر اصلاً التفات نہیں، بلکہ یا تو اپنے معاینہ کی شہادت ہو یا شہادت پر شہادت یا شرعی شہرت۔ یہ مسئلہ بہت ضروری الحفظ ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ آجکل کے بہت مدعیان علم بلکہ بعض ذی علم بھی ناواقف ہیں۔" رسالہ البدور الاجلہ میں فرمایا قمر (۲۰) "یقین عرفی کچھ بکار آمد نہیں" اس کی شرح نور الادلہ میں فرمایا۔

"اقول یہ ایک نفیس مسئلہ ہے جس پر فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی یقین دو طرح کا ہوتا ہے ایک شرعی کہ طریقہ شرع سے حاصل ہو۔ دوسرا عرفی کہ باوجود عدم طریقہ شرعی عرف اپنے معقولات و مسلمات یا تجربیات و مشہورات اور قرائن خارجیہ کے لحاظ سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ ناواقف لوگ مدرک عرفی و شرعی میں تفرقہ نہ جان کر اسے کافی ووافی و دلیل شرعی گمان کرتے ہیں حالانکہ یہ صریح خطا ہے مثلاً جہاں شرع مطہر نے شہادت میں عدد شرط کیا دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں وہاں ہمارے اعظم معتمد اجل مستند نے جسے افضل اولیاء عالم جانیں اور وہ واقع میں بھی غوث زمانہ ہی ہو شہادت دی کہ میرے سامنے ایسا ہوا اور میں نے بچشم خود دیکھا ہیں جو اعتبار اس کے زمانے پر آئے گا ہرگز دو چار دس بیس کی بات پر بھی اس سے زیادہ نہ ہوگا مگر شرع دوسرا گواہ اور مانگے گی۔ اسی طرح ہزاروں نظیریں اس مسئلہ کی ہونگی۔ اور پھر قرائن بے چارے کس گنتی شمار میں ہیں۔ ذی علم کو بارہا واقع ہوتا ہے کہ بہت امور خارجیہ کے لحاظ سے چاند ہونے پر اطمینان کامل رکھتا ہے مگر جب تک ثبوت شرعی نہ ہو ہرگز حکم رویت نہیں کرتا۔ یونہی جب ثبوت میزان شرع پر ٹھیک اترے گا مجبوراً حکم رویت کرے گا اگرچہ سنجر ہو دیگر کسی طرح ہلال کا ہونا دل پر نہ جمے۔ ایسی جگہ عالم اور جاہل کا فرق کھلتا ہے۔"

رویت ہلال کے متعلق اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت نے متعدد رسائل نافعہ جلیلہ جامعہ تحریر فرمائے جن سے چند عبارات مختلف مقامات سے ہدیہ ناظرین ہیں ان عبارات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ریڈیو کا اعلان عید کے چاند کے متعلق قطعاً معتبر نہیں، خواہ اعلان کرانے والا قاضی و حاکم سنی ہو یا غیر سنی ہو

جو حضرات ریڈیو کے اعلان و خبر پر روزہ ترک کرنے اور عید منانے کا فتویٰ دیتے ہیں انھیں چاہیئے کہ وہ اپنے فتوے پر نظر ثانی کریں۔ اور فقہاء کرام کے صحیح مسلک کے مطابق اپنے فتوے سے رجوع کا اعلان کریں کیونکہ ان کا یہ فتویٰ ٹھیک نہیں ہے، ورنہ ان کے فتوے کی وجہ سے جن مسلمانوں کے روزے برباد ہوئے وہ ان کے ذمہ دار ہونگے وما علینا الا البلاغ

ریڈیو کے متعلق علمائے اہلسنت کا متفقہ فتوےٰ

(۱) مخدوم اہلسنت جگر گوشہ اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب بریلوی (۲) نبیرہ اعلیٰحضرت مولانا محمد ابراہیم رضا عرف جیلانی میاں (رحمۃ اللہ علیہ) (۳) مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت علامہ محدث اعظم ہند سید محمد صاحب کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت علامہ محمد ظفر الدین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ محمد اجمل صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ (۷) مولانا مفتی احمد یار خانصاحب گجراتی (۸) مولانا مفتی صاحبداد صاحب (سندھ) (۹) مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی (۱۰) ابن الافقہ اعظم مولانا محمد بشیر صاحب سیالکوٹ (۱۱) حضرت مولانا عارف اللہ صاحب راولپنڈی (۱۲) حضرت مولانا محبوب علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ بمبئی (۱۳) حکیم مولانا غلام معین الدین صاحب۔ مدیر "سواد اعظم" لاہور و دیگر کثیر التعداد علماء اہلسنت ہند و پاکستان کا متفقہ فیصلہ اور طے شدہ فیصلہ ہے کہ رویت ہلال کے بارے میں شرعاً ریڈیو کی خبر و اعلان کا نہ کوئی اعتبار ہے اور نہ اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ حضرات علماء کرام اہلسنت و جماعت کا یہ متفقہ فتویٰ اور طے شدہ فیصلہ کتابوں رسالوں، اشتہاروں میں محفوظ ہے اور بوقت ضرورت بالتفصیل پیش کیا جا سکتا ہے

لھذا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ احکام اسلامیہ پر چلیں حضرات علماء کرام کے شرعی فتوے کو مد نظر رکھیں اپنے قیاسات کو دخل نہ دیں جب قوانین شرعیہ پر رمضان کا ہونا ثابت ہو، روزہ رکھیں۔ جب شوال ہونا ثابت ہو عید کریں۔ اور فتاویٰ شرعیہ و احکام اسلامیہ کو مغربی ایجادات کے متوالوں کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔ علمائے کرام کو ایسے مواقع پر اپنی ذمہ داری کو پوری طرح ملحوظ رکھنا چاہیئے

جو لوگ مسائل شرعیہ کے برعکس محض ریڈیو کے اعلان و خبر پر روزہ چھوڑتے اور عید مناتے ہیں وہ شرعاً خطاکار گنہگار رہیں۔ العیاذ باللہ تعالےٰ۔

وما علینا الا البلاغ

خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر کریں ورنہ خط کی تعمیل نہ ہوگی

محدث اعظم پاکستان کا ایک قابل توجہ اہم مکتوب

۷۸۶/۹۲

عزیزم محترم مولانا غازی محمد حسن علی صاحب سلمہٗ

سلام مسنون۔ دعوات صالحہ خیر و عافیت

ریڈیو میں اعلان اگر چاند کے متعلق ہو جائے اور اعلان کرنے والا قاضی اہلسنت ہو تو جمعیت (لاہور) کا فیصلہ چھپا ہے کہ اس اعلان سے شرعاً عید کرنا واجب ہے۔ حالانکہ پہلے ان ہی علماء کا فتویٰ تھا کہ صرف ریڈیو کے اعلان سے عید کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ ریڈیو کا اعلان ایک خبر و حکایت ہے شرعی شہادت یا شرعی ثبوت نہیں۔ پاکستان بننے کے بعد متعدد متعدد سال ناجائز بتاتے رہے اور اب واجب ہونے کا اعلان کر دیا ہے یہ درست نہیں ہے۔ فروری رضائے مصطفےٰ میں پہلے چھپ چکا ہے۔

فقط والسلام و دعا

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہٗ

۱۹ رمضان المبارک ۸۶ھ

حضرت قبلہ محدث اعظم ہند (رحمۃ اللہ علیہ) کے چند فتاوی مبارکہ

استفتاء بخدمت امام العلماء حضرت علامہ محدث اعظم ہند مولانا شاہ ابو المحامد سید محمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت مفتیان شریعت اگر ریڈیو پر رمضان المبارک یا عید الفطر کے چاند ہونے کا اعلان ہو جائے اور اپنے علاقہ میں چاند نظر نہ آئے نہ رویت ہلال کا شرعی ثبوت ملے تو کیا ایسی صورت میں سنی صحیح العقیدہ قاضی القضاۃ کا اعلان ریڈیو سے سن کر روزہ رکھنا اور عید کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ تار ٹیلیفون ریڈیو سے اگر کسی ہ بیسہ کے مقدمہ میں کوئی شہادت دے تو اس کی شہادت قانوناً و شرعاً غیر معتبر ہے تو امر تعبدی میں ایسی شہادت کب معتبر ہو سکتی ہے اب رہا اعلان تو وہ قاضی کے حدود قضا تک محدود رہے گا دوسروں پر حجت نہیں لہذا مدار رویت پر ہے یا شہادت شرعیہ پر واللہ ورسولہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

فقیر ابو المحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی
کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۷۵ھ

استفتاء رویت ہلال کے بارے میں ریڈیو کے اعلان پر جو قاضی القضاۃ کرے عمل کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں ___؟

الجواب:۔ جس طرح ریڈیو پر کوئی شہادت معتبر نہیں رویت الہلال کی بھی شہادت معتبر نہیں۔

فقیر ابو المحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد
۲۷ رمضان المبارک سنہ ۷۵ھ

۱۳۱۔ علماء ہند کا متفقہ فتوےٰ

یہ فتویٰ بمبئی سے اس وقت شائع ہوا تھا جبکہ پہلی مرتبہ مولانا عبد الحفیظ صاحب مفتی آگرہ مرحوم نے پہلی بار یہ فتویٰ دیا کہ ایک عالم معتمد کا ریڈیو پر اعلان پورے ہندوستان کے لیے کافی ہے اور روزہ رکھنا اور عید کرنا واجب ہے اسکے خلاف پر ۱۳۱۔ اکابر علماء اہلسنت کے مندرجہ ذیل فتوے پر دستخط اور مہریں ہیں ملاحظہ ہو۔

الجواب:۔ رویت ہلال کی شہادت گزرجانے کے بعد ریڈیو کے ذریعہ قاضی کے فیصلہ کا اعلان یا خود مفتی یا قاضی کا ریڈیو سے اعلان کرنا کہ ثبوت ہلال ہوگیا غیر معتبر دوسرے مقاموں کے سننے والوں کے لیے ناقابل عمل ہے وہ اس اعلان کے مطابق بحکم شرع ہرگز ہرگز عید یا روزہ یا قربانی نہیں کر سکتے"

نوٹ:۔ اس نورانی فتوے پر ۱۳۱ جلیل القدر اکابر علماء اہلسنت کی تائید و تقریظ ہیں جن میں سے چند اکابر اہلسنت کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

مجاہد ملت مولانا غازی محمد محبوب علی خانصاحب رضوی مفتی اعظم بمبئی (رحمۃ اللہ علیہ)

خلیفہ اعلیحضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین صاحب قادری رضوی فاضل بہاری۔

مظہر اعلیحضرت شیر بیشہ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب قادری رضوی لکھنوی۔

امام العلماء مولانا علامہ ابو المحامد سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی

مفتی شریعت مولانا مفتی وجیہ الدین صاحب پیلی بھیت

سید العلماء حضرت مولانا سید آل مصطفےٰ صاحب مارہروی

(ماخوذ از ماہنامہ طیبہ بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۵۲ء)

حضرت مولانا قاری سید محمد خلیل صاحب کاظمی محدث امروہوی مدظلہ کے نورانی فتاوی مبارکہ

استفتاء

بخدمت اقدس حضرت بحر العلوم حضرت مولانا علامہ سید محمد خلیل صاحب کاظمی محدث امروہوی مدظلہ رویت ہلال کے متعلق ریڈیو کے اعلان پر عمل شرعاً درست ہے یا نہیں جبکہ اعلان کرنے والا قاضی القضاۃ سنی صحیح العقیدہ ہو ___؟

الجواب ۸۶/۹۲

چونکہ فقیر کے پاس فی الحال نہ کوئی مدرسہ ہے نہ کتب خانہ اسلئے جوابات کے حوالوں سے معذور ہوں۔ ریڈیو کے اعلان سے رویت ہلال قواعد شرع شریف سے خلاف ہے۔ واللہ الھادی الی سبیل الرشاد ولہ الحمد ولحبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلاۃ والسلام الی ابد الآباد

فقیر محمد خلیل الکاظمی عفی عنہ
۲۵ شوال ۷۵ھ یوم الجمعہ

استفتاء

رویت ہلال کے سلسلے میں ایک سنی صحیح العقیدہ قاضی القضاۃ حاکم اسلام یا صدر مملکت نہایت تحقیق و احتیاط سے سنت و شریعت کے مطابق رویت ہلال کا شرعی ثبوت لیکر ریڈیو سے اعلان کردے تو کیا پورے ملک کے لئے یہ اعلان کافی ہے اور ریڈیو کے ذریعہ اس اعلان پر روزہ رکھنا اور عید کرنا جائز ہے؟

کیا یزید پلید کی تکفیر کرنا درست ہے؟

الجواب ۸۶/۹۲

مخزم بندہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اما بعد۔ فقیر کا مسلک ان دونوں مسئلوں میں یعنی ریڈیو کے حجت شرعیہ نہ ہونے میں اور یزید کی تکفیر نہ کرنے میں بالکل اعلیحضرت قدس سرہٗ کے مسلک کے موافق ہے طوالت کی ضرورت نہیں۔ فقط

محمد خلیل کاظمی امروہی عفی عنہ
۲۹ اپریل سنہ ۱۹۶۶ء ۷ محرم الحرام ۸۶ھ

استفتاء رویت ہلال کے سلسلہ میں ایک صدر مملکت یا حاکم اسلام کا اعلان ریڈیو کے ذریعہ پورے ملک کے لیے کافی ہو سکتا ہے جبکہ حاکم اسلام یا صدر مملکت شرعی ثبوت لیکر اعلان کرے۔

الجواب ۸۶/۹۲

محترم بندہ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ۔ قریب ایک ہفتہ ہوا جو لفافہ ڈاک بندی کے وقت سے محفوظ تھا روانہ کیا گیا ہے۔ غالباً پہنچ گیا ہوگا۔ اس استفتاء کا جواب یہ ہے کہ ریڈیو کا اعلان ہرگز شریعت میں معتبر نہیں۔ فقط جملہ پرسان احوال کو سلام مسنون

محمد خلیل کاظمی عفی عنہ
۳ مارچ سنہ ۶۶ء

رویت ہلال کے مسئلہ پر

محدث اعظم پاکستان کی استقامت اور فتح و نصرت کی ایک جھلک

گو لاکھ زمانہ دشمن ہو حالات بھی خوش اطوار نہ ہوں
باطل سے ٹکرانے والے باطل سے ٹکراتے ہیں

محدث اعظم پاکستان حضرت قبلہ شیخ الحدیث حضرت علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز پر مخالفین اہلسنت نے متحدہ محاذ بنا کر دربارۂ رویت ہلال متعدد مقدمے کئے اور آپ کو پریشان و بدنام کرنے کی ناکام کوششیں کی گئیں مگر اعلیٰحضرت کے نائب اعظم صدر الشریعۃ کے ملہم اتم نے سنت و شریعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا و دیگر استقامت کوہِ استقلال ثابت ہوئے اور کسی بھی عنوان سے قوانین شرعیہ میں ریڈیو وغیرہ کی مداخلت برداشت نہیں کی ذیل میں محدث اعظم پاکستان کا ایک ایسا ملفوظ گرامی شائع کیا جا رہا ہے جس سے اس مرد حق آگاہ کی جرأت و استقامت علی الشریعت اور مخالفین کی ذلت و جہالت کا پتہ چلے گا۔ (ادارہ نوری کرن)

مکرم و محترم زید لطفہٗ۔ ہدیہ سلام مسنون۔ خیر و عافیت مزاج گرامی

خط ملا کاشف احوال ہوا۔ اس مرتبہ اوقات سحر و افطار کا نقشہ یہاں نہیں چھپا۔ بریلی شریف سے اشتہار آتے ہیں ایک حاضر خدمت ہے۔ والسلام والدعا

آپ کو اس سے نہایت مسرت ہوگی کہ وہابیہ دیوبندیہ و دیگر بے دینوں نے ملکر فقیر کے مخالف رویت ہلال و عید کے متعلق ناجائز جعلی مقدمہ کیا تھا گذشتہ پیر کو وہ خارج ہوگیا بلکہ وہابیہ دیوبندیہ نے واپس لے لیا۔ ولہ الحمد فقیر ابو الفضل محمد سردار احمد غفرلہٗ

ثبوت ہلال کے چند طرق

۱۳

از قلم فیض رقم حافظ قاری مفتی علامہ ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ (۱) ایک جگہ چاند ہونے سے دوسری جگہ کے مسلمانوں پر روزہ رکھنا کھولنا، نماز عید الفطر و اضحی پڑھنا کب واجب ہوتا ہے کیا کسی جگہ سے چاند کی خبر آجانا ہی ثبوت شرعی کے لئے کافی ہے یا چاند کا ثبوت شہادت شرعیہ سے ہونا ضروری ہے (۲) ریڈیو، فون، تار، وائرلیس، اخبار سے جو بھی خبر کے لیے بکار آمد ہیں یا خون اور دیگر مقدمات فوجداری و دیوانی میں شہادت کے لیے بھی قابل اعتبار ہیں۔ اگر دنیوی کچہریوں کی شہادت الیکشن کے ووٹ میں بھی معتبر نہیں تو ان ذرائع سے آئی ہوئی خبروں پر مسائل دینیہ روزہ رکھنے، کھولنے، نماز عیدین ادا کرنے کا حکم دینا شرعاً درست ہوگا یا نہیں (۳) امسال جناب نے عید کی نماز کس دن پڑھی چاند آپ نے خود دیکھا یا طرق موجب میں سے کس طریقہ پر چاند ثابت ہوا مہربانی فرماکر ان مسائل کے جوابات مدلل روانہ فرماکر مسلمانوں کی رہبری فرمائیں۔ والسلام

محمد فرید الحق حنفی قادری عمادی
خانقاہ عمادیہ پٹنہ سٹی، بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما
نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

الجواب: جواب اول واللہ تعالیٰ ھو الموفق للصدق والصواب اس سوال کا جواب قدرے تبدیل عنوان کے امام حضور پر نور مرشد برحق سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہل سنت فاضل بریلوی کے مبارک فتوے مسمی بنام تاریخی طرق اثبات ہلال میں ملاحظہ کیجئے یہاں خصوصیت سے ہی استعانت و استفاضہ و استفادہ کرتے ہوئے چند سطور عرض کرنا بغرض بھی ضروری جانتا ہے کیونکہ ایک سال پیشتر بھی بعض علم و دانش کے مدعیوں نے اس قسم کے سوالات اٹھائے تھے۔ و باللہ التوفیق وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ دوسری جگہ کے مسلمانوں کو جب بطریق موجب ثبوت رویت ہلال ہوجائے گا تو روزہ رکھنا افطار کرنا، نماز عیدین پڑھنا ان پر واجب ہوگا اور وہ طریق یہ ہیں (۱) جن لوگوں نے چاند دیکھ کر گواہی دی کہ وہ اس دوسرے شہر میں جاکر شہادت ادا کریں تو ظاہر ہے کہ شہادت رویت سے یقیناً ہلال کا ثبوت ہوگا (۲) شہادۃ علی الشہادۃ (۳) شہادۃ علی قضاء القاضی (۴) کتاب القاضی الی القاضی (۵) استفاضہ خبر (۶) اکمال العدۃ

(۲) درمختار میں ہے الشہادۃ علی الشہادۃ ھی مقبولۃ وان کثرت استحسانا فی کل حق علی الصحیح الا فی حد و قود۔ یعنی شہادت بر شہادت مذہب صحیح کی بنا پر سارے حقوق میں مقبول ہے سوا حدود و قصاص کے (۳) شہادۃ علی القضاء کے لئے فتح القدیر و فتاوی قاضی خاں و فتاوی خلاصہ وغیرہم میں ہے۔ واللفظ للفتح لو شہدوا ان قاضی بلدۃ کذا شہد عندہ اثنان برؤیۃ الہلال فی لیلۃ کذا و قضی بشہادتھما جاز لہذا القاضی ان یحکم بشہادتھما لان قضاء القاضی حجۃ وقد شہدوا بہ۔ یعنی اگر لوگوں نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی کے پاس دو آدمیوں نے گواہی

دی کہ فلاں رات میں چاند دیکھا ہے اور وہاں کے قاضی نے ان کی شہادت پر حکم نافذ کر دیا تو اس دوسرے شہر کے قاضی کو جائز ہے کہ ان کی گواہی پر حکم صادر کرے کیونکہ قضاء قاضی حجۃ شرعیہ ہے اور یقیناً ان لوگوں نے اس کی گواہی دی (۴) کتاب القاضی کیلئے درمختار میں ہے القاضی یکتب الی القاضی فی کل حق به یفتی استحسانا غیر حد وقود للشبهه اور اس کے آگے کتاب القاضی الی القاضی کی شرائط بیان فرمائیں اور درمختار میں ہے لا یقبله ایضا الا بشهادة رجلین او رجل وامرأتین لان الکتاب قد یزور اذ الخط یشبه الخط والخاتم یشبه الخاتم فلا یثبت الا بحجة تامة یعنی کتاب قاضی بھی قبول نہ کی جائے گی جبتک دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں شہادت نہ دیں، اس لئے کہ تحریر میں کبھی مکر و فریب کیا جاتا ہے کیونکہ خط خط سے مشابہ ہے اور مہر مہر سے مشابہ ہوتی ہے اور حجت تامہ کے بغیر ثبوت نہیں ہوگا اور مجمع الانہر جلد اول ص ۲۳۹ میں ہے اذا ثبت عندهم بطریق موجب کما لو شهدوا عند قاض ثم بالنقل بان لا علی ان قاضی بلد کذا شهد عنده شاهدان برؤیة الهلال فی لیلة کذا وقضی القاضی بشهادتهما جاز لهذا القاضی ان یقضی بشهادتهما لان قضاء القاضی حجة وقد شهدوا به یعنی ایک قاضی شہر کے پاس شہادت شرعی گذری اور اس پر اس قاضی نے حکم دیا اسکی شہادت لوگوں نے دوسرے شہر کے قاضی کے پاس ادا کی تو اس دوسرے قاضی کو جائز ہے کہ انکی گواہی پر حکم کرے کیونکہ قضاء قاضی حجۃ شرعیہ ہے اور ان لوگوں نے اسی کی گواہی دی ہے۔ اور طحطاوی علی المراقی صفحہ ۳۶۶ میں ہے اذا ثبت عند قوم الرؤیة بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبروا ان اهل بلدة کذا رأوه لانه حکایة یعنی جب دوسرے شہر والوں کو بطریق رویت ہلال کا ثبوت ہو جائے بایں طور کہ دو مرد آکر رویۃ کی شہادت دیں یا حکم قاضی کی گواہی دیں یا خبر مستفیض ہو (استفاضہ کی تفصیل آگے آتی ہے) برخلاف اس کے کہ یہ خبر دیں کہ فلاں شہر والوں نے فلاں رات میں چاند دیکھا ہے کیونکہ یہ تو نری حکایت ہے اور بحر الرائق جلد دوم ص ۲۹۱ میں ہے ولو شهدوا ان قاضی بلدة کذا شهد عنده اثنان برؤیة الهلال فی لیلة کذا وقضی بشهادتهما جاز لهذا القاضی ان یحکم بشهادتهما لان قضاء القاضی حجة وقد شهدوا به یعنی قضاء قاضی کی جب شہادت گذر جائے تو اس قاضی کو بھی اس کے موافق حکم کرنا جائز ہے کہ قضاء قاضی حجۃ شرعیہ ہے (۵) اور استفاضہ خبر۔ اس کے متعلق حضرات فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد اول صفحہ ۲۳۹ میں ہے۔ قال الحلوانی الصحیح من مذهب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض فی بلدة اخری وتحقق یلزم اهل هذه البلدة حکم تلک البلدة۔ یعنی ہمارے اصحاب کا صحیح مذہب یہ ہے کہ خبر جب مستفیض ہو دوسرے شہر میں اور ثابت ہو جائے تو اس شہر والوں کو بھی ان پہلے شہر والوں کا حکم لازم ہوگا اور منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۲۹۰ میں ہے قال فی الشرنبلالیة وفی المغنی قال الامام الحلوانی الصحیح من مذهب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق یلزمهم حکم تلک البلدة اھ وعزاه فی الدر المختار الی المجتبی وغیرہ اور ذخیرہ میں ہے قال شمس الائمة الحلوانی رحمة الله تعالی الصحیح من مذهب اصحابنا رحمهم الله تعالی ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اهل البلدة الاخری یلزمهم حکم هذه البلدة یعنی جب خبر مستفیض کا

تحقق و ثبوت ہو جائے تو دوسرے شہر والوں کو بھی اسی شہر کا حکم لازم ہوگا اھ درمختار مطبوعہ ہاشمی میرٹھ ص ۱۲۷ میں ہے شهدوا انه شهد عند قاضی مصر کذا شاهدان برؤیة الهلال فی لیلة کذا وقضی القاضی به ووجد استجماع شرائط الدعوی قضی ای جاز لهذا القاضی ان یحکم بشهادتهما لان قضاء القاضی حجة وقد شهدوا به لا لو شهدوا برؤیة غیرهم لانه حکایة نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب اب آپ کو یہ معلوم کرنا لازم و ضروری ہوا کہ خبر مستفیض کیا ہے؟ ہر خبر مستفیض ہوگی یا کوئی خاص تو طحطاوی علی الدر المختار جلد اول صفحہ ۴۴۰ میں ہے قوله نعم لو استفاض ای کثر الخبر واشتهر ولم یبینوا المقدار والظاهر انه یعتبر فیه تحدث غالب اهل البلدة به او نصفهم قوله علی الصحیح من انه لا عبرة باختلاف المطالع یعنی لو استفاض کا مطلب یہ ہے کہ قاضی کے خیال کی خبر بہت پھیلی اور مشہور ہو گئی اور فقہا نے یہ خبر لانے والوں کی کوئی تعداد نہ بتائی اور ظاہر یہ ہے کہ استفاضہ میں اکثر اہل شہر کے خبر دینے کا اعتبار کیا جائیگا یا نصف شہر والے خبر دیں اور علی الصحیح من المذهب کا مطلب یہ کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اب آئیے یاد رکھئیے کہ جماعات کثیرہ سے مراد اکثر اہل شہر اور کم از کم نصف شہر والے مسلمان ہیں۔ تار، فون، ریڈیو، اخبار، ٹیلی پرنٹر سب ختم ہو گئے۔ منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق جلد ۲ صفحہ [illegible] میں ہے ان المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردین من بلدة الثبوت الی البلدة التی لم یثبت بها لا مجرد الاستفاضة لانها قد تکون مبنیة علی اخبار رجل واحد مثلا فیشیع الخبر عنه ولا شک ان هذا لا یکفی بدلیل قولهم اذا استفاض الخبر وتحقق فان التحقق لا یکون الا بما ذکرنا یعنی جان لو کہ استفاضہ سے مراد خبر کا تواتر ہے اس شہر سے بکثرت آنیوالوں کے ذریعہ جہاں رویت ہلال یا شہادت شرعی سے ہلال کا ثبوت ہوا ہے اس شہر میں جہاں رویت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ نہ مجرد استفاضہ خبر کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صرف ایک آدمی کے خبر دینے پر ہی افواہ اڑ جاتی ہے۔ اور اسی کی خبر سب میں پھیل جاتی ہے اور کوئی شک و شبہ نہیں کہ ایسی خبر شرعاً کافی نہیں ہے۔ فقہاء کے اس قول کو دلیل بنا کر کہ اذا استفاض الخبر وتحقق کیونکہ تحقق رویت نہیں ہوگا مگر اسی طرح جو ہم نے بیان کیا اور رد المحتار میں ہے۔ قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان تأتی من تلک البلدة جماعات متعددون کل منهم یخبرون عن اهل تلک البلدة انهم صاموا عن رؤیة لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعه کما قد تشیع اخبار یتحدث بها سائر اهل البلدة ولا یعلم من اشاعها کما ورد ان فی اخر الزمان یجلس الشیطان بین الجماعة ویتکلم بالکلمة فیتحدثون بها ویقولون لا ندری من قالها فمثل هذا لا ینبغی ان یسمع فضلا من ان یثبت به حکم یعنی رحمتی نے فرمایا کہ معنی استفاضہ خبر کے یہ ہیں کہ ثبوت رویت ہلال والے شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان ہو کر بیان کریں کہ اس شہر والوں نے رویت یا شہادت رویت سے فلاں دن روزہ رکھا ہے نہ مجرد خبر کی اشاعت کہ جس کا علم بھی نہیں کہ کس نے اسے پھیلایا ہے۔ جیسا کہ کبھی ایسی خبریں سارے شہر میں پھیل جاتی ہیں۔ اور معلوم نہیں ہوتا کہ کس نے ان خبروں کو پھیلایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں شیطان لوگوں کے درمیان بیٹھ کر ان سے بے سر و پا باتیں کرے گا۔ پھر لوگ اس کی سنی ہوئی باتیں کریں گے اور دریافت کرنے والوں سے کہیں گے کہ ہم نہیں جانتے کہ اس کا کہنے والا کون ہے تو ایسی افواہ سننے کے لائق نہیں ہیں، پھر بھلا اس سے کوئی حکم شرعی کیسے ثابت ہو اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خبر مستفیض وہ ہے جس کو بکثرت

جماعتیں وہاں سے آئیں اور ایک زبان بیان کریں اور ان جماعتوں کی ابتدا اور انتہا دونوں حد تواتر کو پہنچ جائیں۔ برخلاف اس کے آج کے مدعیان علم وفضل مجرد شیوع سے بھی کمزور تار برقی جیسی چیز کو بھی خبر مستفیض بنا دینا چاہتے۔ اور ثبوت میں کوئی کتاب بھی نہیں دکھا سکتے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اسی رد المحتار میں ہے ہذہ الاستفاضۃ لیس فیھا شھادۃ علی قضاء قاض ولا علی شھادۃ لکن لما کانت بمنزلۃ الخبر المتواتر وقد ثبت بھا ان اہل تلک البلدۃ صاموا یوم کذا لزم العمل بھا۔ یعنی اس استفاضہ میں نہ تو قاضی کے حکم پر شہادت ہے نہ شہادت پر شہادت ہے۔ لیکن جب خبر مستفیض (جماعات کثیرہ کا اول سے آخر تک سب کا یک زبان بیان کرنا) بمنزلہ خبر متواتر کے ہے اور اس سے ثابت ہو گیا کہ یقیناً اس شہر کے لوگوں نے فلاں دن روزہ رکھا ہے تو اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ فسبحان اللہ دیکھئے کہ فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اتنی صاف تصریح فرمانے کے بعد بھی آج کے مدعیان مولویت افواہ اور حکایت کو بھی زبردستی خبر مستفیض بنا کر حدود شرعیہ کو توڑنا چاہتے ہیں جس طرح ابنائے وطن نے ایک غیر ذی روح بے جان جسم لاؤڈ اسپیکر کی صدا پر نمازوں میں اقتدا کرا دی اگر کسی دلیل پر بھی نظر نہ کی جائے تو کیا نماز میں لاؤڈ اسپیکر لگانا بدعت اور بدعت سیئہ نہ ہوگا؟ کیا جماعت کثیرہ میں مکبروں کا مقرر کرنا مشہور و معروف سنت نہیں ہے اور یہ سنت اس لاؤڈ اسپیکر کے لگانے سے ہٹ گئی یا نہیں اور جس کام سے کوئی سنت ہٹے تو کیا وہ بھی بدعت سیئہ نہ ہوگا؟ اسی طرح اب شہادت و رویت کی حدود و قیود کو بالائے طاق رکھ کر آج کے نوابی دبے جان آلات خبر رساں پر رکھ دینا چاہتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک افواہ کے غیر معتبر ہونے کے متعلق منحۃ الخالق اور رد المحتار سے دو حصتی کی عبارتوں میں بیان ہوا۔ اور

حکایت کے غیر معتبر اور غیر مستند ہونے کے متعلق ایک عبارت طحطاوی کی گزری اور دوسری در مختار۔ اور تیسری عبارت ملاحظہ ہو۔ فتح القدیر اور فتاویٰ عالمگیریہ اور بحر الرائق جلد دوم ص ۲۹۱ میں ہے لو شھد جماعۃ ان اھل البلدۃ کذا رأوا ھلال رمضان قبلکم بیوم فصاموا وھذا الیوم ثلثون بحسابھم ولم یروا ھؤلاء الھلال لا یباح فطر غد ولا تترک التراویح فی ھذہ اللیلۃ لان ھذہ الجماعۃ لم یشھدوا بالرؤیۃ ولا علی شھادۃ غیرھم وانما حکوا رؤیۃ غیرھم یعنی اگر ایک جماعت یک زبان ہو کر یہ گواہی دے کہ فلاں شہر والوں نے فلاں رات میں رمضان کا چاند تم سے ایک دن پہلے دیکھا اور روزہ رکھا اور آج ان کے حساب سے ۳۰ تیس رمضان ہے اور اس جماعت والوں نے خود چاند نہیں دیکھا تو کل کا روزہ نہ رکھنا جائز نہیں اور آج رات میں نماز تراویح ترک نہ کریں اسلئے کہ ان لوگوں نے نہ رویت کی شہادت دی نہ شہادۃ علی الشہادۃ ادا کی محض دوسروں کی رویت کی حکایت کی ہے اور شرح مجمع الانھر میں ہے واما لو شھدوا ان اھل بلدۃ کذا رأوا الھلال قبلکم بیوم وصاموا الیوم الثلثین فلم یروا الھلال فی تلک اللیلۃ والسماء مصحیۃ فلا یباح الفطر غدا ولا یترک التراویح لان ھذہ الجماعۃ لم یشھدوا بالرؤیۃ ولا علی شھادۃ غیرھم وانما حکوا رؤیۃ غیرھم دیکھئے دونوں آدمی اسی شہر میں چاند ہونے کی شہادت دے رہے ہیں لیکن یہ شہادت نہ تو شہادت رویت ہے نہ شہادت بر شہادت ہے صرف دوسروں کی خبر کی حکایت ہے لہٰذا رد کر دی گئی اور شرعاً اسکی کچھ وقعت نہیں اور حکایت قطعاً غیر معتبر ہے۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جماعت جو افراد کثیرہ پر مشتمل ہوتی ہے اسکی حکایت کو شریعت مطہرہ رد فرما رہی ہے تو ادھر ادھر کی آئی ہوئی خبر یا اخبار و خبری و تار کی خبر و حکایت کا ثبوت مقدس کیسے

اعتماد و اعتبار فرمائے یہ بات خوب محفوظ کر لینا چاہیئے کہ اس سے آج کے دور کی بہت سی باتوں کا جواب ہو جائیگا اور تنبیہ الغافل والوسنان میں علامہ شامی نے فرمایا ہے ان المراد بالاستفاضۃ تواتر الخبر من الواردین من تلک البلدۃ الاخری لا مجرد الاستفاضۃ لانھا قد تکون مبنیۃ علی اخبار رجل فیشیع الخبر عنہ ولا شک ان ھذا لا یکفی بدلیل قولھم اذا استفاض الخبر وتحقق فان التحقق لا یکون بما ذکرنا یعنی استفاضہ خبر سے مراد ان آنیوالی جماعتوں کا تواتر ہے جو رویت یا شہادت والے شہر سے بکثرت آئیں۔ نیز استفاضہ خبر کا تحقق یعنی اس کا ثبوت بطریق شرعی لازم و ضروری ہے اور ذخیرہ سے گذرا کہ اذا استفاض وتحقق فان التحقق لا یوجد بمجرد الشیوع کہ محض خبر کے پھیل جانے سے کوئی ثبوت شرعی نہ ہوگا فانتبہ وتدبر ولا تکن من الغافلین اب انہیں حضرات فقہائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ کونسا شہر ہے اور اس کے کیا شرائط ہیں جہاں سے یہ خبر مستفیض دوسرے شہر میں پہونچی اور متحقق ہوئی ہے تو علامہ شامی نے تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام ھلال رمضان میں فرمایا ہے لما کانت الاستفاضۃ بمنزلۃ الخبر المتواتر وقد ثبت بھا ان اھل تلک البلدۃ صاموا لزم العمل بھا لان المراد بھا بلدۃ فیھا حاکم شرعی فلا بد من ان یکون صومھم مبنیا علی حکم حاکمھم الشرعی فکانت الاستفاضۃ بمعنی نقل الحکم المذکور یعنی استفاضہ جب خبر متواتر کے درجہ میں ہے اور یقیناً اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ فلاں شہر کے لوگوں نے فلاں دن روزہ رکھا ہے تو اس کے مطابق عمل کرنا ان لوگوں کو لازم ہے کیونکہ استفاضہ میں شہر سے مراد وہی

شہر ہے جہیں حاکم شرعی ہوں کہ اسی کے حکم سے رمضان وعیدین صوم و افطار کرتے ہوں۔ عوام بے قید نہ ہوں تو ضروری ہے یہ کہ ان لوگوں نے اپنے حاکم شرعی کے حکم سے روزہ رکھا ہو پس یہ استفاضہ اس حاکم شرعی کے اسی حکم مذکور کی نقل ہے یعنی حاکم شرعی کا وہی حکم تواتر کے ساتھ دوسرے شہر والوں کو پہونچ گیا۔ معلوم ہوا کہ ہر شہر سے جماعات متعددہ کا آکر بیان کرنا بھی قابل قبول والائق عمل نہیں ہے۔ نیز یہ کہ استفاضہ خود بذات حجت شرعیہ نہیں ہے بلکہ استفاضہ خبر میں بذریعہ تواتر حاکم شرعی یا قاضی یا مفتی اسلام کا حکم پہنچتا ہے۔ اور رد المحتار میں ہے لان البلدۃ لا تخلو عن حاکم شرعی عادۃ فلا بد من ان یکون صومھم مبنیا علی حکم حاکمھم الشرعی فکانت الاستفاضۃ بمعنی نقل الحکم المذکور۔ استفاضہ کے متعلق عبارات و تفصیلات و وضاحت کے بعد یہ معلوم ہوا کہ استفاضہ میں لازم و ضروری ہے کہ جس شہر میں یہ خبر مستفیض پھیلی ہے وہاں قاضی شرع حاکم موجود ہو کہ وہی ہلال کے احکام صادر کرتا ہوا ور وہ خود عالم دین پابند شرع ہو اور جہاں قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اسلام ہو کہ وہاں احکام صوم وعیدین اسی کے فتوے کے مطابق ہوتے ہوں اور عوام وہاں کے شرعی حدود و قیود سے آزاد نہ ہوں ایسے شہر سے بکثرت جماعتیں آئیں۔ اور سب اپنی واقفیت سے یک زبان بیان کریں کہ وہاں فلاں دن رویت کی بنا پر روزہ رکھا یا فلاں روز عید کی گئی، وغیرہ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تبرکاً حضور پر نور مرشد برحق اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مفتی علامہ شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خانصاحب قادری برکاتی رضی الرحمٰن تعالیٰ عنہ کے مبارک فتوے مسمی بنام تاریخی طرق اثبات ہلال ۱۳۲۰ھ کی مبارک عبارت جسمیں استفاضہ کی تمام قیود و شرائط

کتب فقہ سے جن کو بیان فرمادی ہیں نقل کردوں جس سے ان شاء اللہ فوائد کثیرہ حاصل ہوں گے۔ وھا ھو ذا۔

استفاضہ یہ کہ جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور وہ خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل وقائم یا کسی عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملتزم وملازم ہے یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام مرجع عوام ومتبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ وعیدین اسی کے فتوے سے نفاذ پاتے ہیں عوام کالانعام بطور خود عید ورمضان نہیں ٹھہرالیتے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان لیے عزمہ خبردیں کہ فلاں دن بربنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی مجرد بازاری افواہ کہ خبراڑ گئی اور قائل کا پتہ نہیں، پوچھیے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں یا بہت پتہ چلا تو کسی مجہول الحال کا انتہا درجہ منتہائے سند وہ ایک شخص کی محض حکایت کہ انھوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہو گئی، ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی متعدد جماعتیں درکار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت بالتصریح نہ قضائے قاضی پر شہادت، نہ کتاب قاضی بالشہادت مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بالغلبہ ظن ملحق بالیقین وہاں رویت وصوم وعید کا ہونا ثابت ہوگا اور جب کہ وہ شہر اسلامی اور احکام حکام کی وہاں پابندی دوامی ہے۔ تو ضرور مظنون ہوگی کہ امر بحکم حاکم واقع ہوا تو اس طریق سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ہے ثابت ہو جائے گی اور یہیں سے واضح ہوا کہ تاریک شہر جہاں نہ کوئی قاضی نہ مفتی اسلام یا مفتی ہے مگر نا اہل جسے خود احکام شرع کی تمیز نہیں یا مفتی محقق معتمد عالم مستند ہے مگر عوام خود سراس کے منتظر احکام نہیں۔ بلکہ خویش اپنے قیاسات فاسدہ پر جب چاہیں عید ورمضان قرار دے

لیتے ہوں۔ ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر اصلاً قابل قبول نہیں کہ اس سے کسی حجت شرعیہ کا ثبوت نہ ہوا۔ انتہا بجنسہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ یہ مبارک عبارت درمختار ورد المحتار ورحمتی وغیرہم کی عبارات کا ہی مطلب مقصود ہے۔ استفاضہ کی ان قیود وشروط کو ملحوظ و برقرار رکھ کر سنی سنائی خبر اور تار وجنتری واخبار کی خبر کس طرح اعتماد واعتبار ہو سکتا ہے ولکن الناس اکثرھم لا یعقلون ولا یفقہون (۶) اکمال العدۃ یعنی مہینہ کے تیس دن پورے کرنا۔ ظاہر ہے کہ قمری مہینہ کے زیادہ سے زیادہ تیس دن ہیں۔ اور تیس پر قمری مہینہ ضرور یقیناً ختم ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں الشہر تسع وعشرون لیلۃ فلا تصوموا حتی تروہ فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین۔ یعنی مہینہ انتیس ۲۹ دن کا ہے تو انتیس کو جتک تم لوگ چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو۔ اگر انتیس ۲۹ کو ابر یا غبار ہو اور چاند نہ دیکھو تو مہینہ کے تیس دن پورے کرو رواہ البخاری ومسلم عن سیدنا وابن سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حدیث شریف میں ہے کہ ارشاد فرمایا صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین۔ یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ ختم کرکے عید کرو۔ اور اگر ۲۹ کو ابر وغبار ہو تو تیس روزے پورے کرلو رواہ البخاری ومسلم عن سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حدیث شریف میں ہے کہ ارشاد فرمایا صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ ختم کرکے عید کرو۔ اور اگر ۲۹ کو ابر وغبار ہو تو تیس روزے پورے کرلو رواہ البخاری ومسلم عن سیدنا ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) علامات وامارات ظاہرہ۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہر کے گردوپیش قرب وجوار کے قریات وآبادیوں کے لیے ثبوت ودلائل ہلال میں سے توپوں کے فیر ہونا۔ گولوں کا چلنا، اور مناروں پر روشنی کا ہونا بھی شمار کیا لیکن ان امارات کا دلیل ہونا انہی دیہاتوں کے ساتھ مختص ہے جو اس شہر مذکور کے اتنے قریب ہیں کہ شہر کی توپ چلنے کی آواز سن سکیں اور مناروں کی روشنی دیکھ سکیں چنانچہ منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۲۹۱ میں ہے تتمۃ لم یذکر واعتناء العمل بالامارات الظاہرۃ الدالۃ علی ثبوت الشہر کضرب المدافع فی زماننا والظاہر وجوب العمل بہا علی من سمعہا ممن کان غائباً عن المصر کاھل القری ونحوھا کما یجب العمل بہا علی اھل المصر الذین لم یروا الحاکم قبل شھادۃ الشھود وقد ذکر بعض الفروع الشافعیۃ شرح ابن حجر فی التحفۃ انہ یثبت بالامارات الظاہرۃ الدالۃ التی لا تتخلف عادۃ کرؤیۃ القنادیل المعلقۃ بالمنائر قال ومخالفۃ جمع فی ذالک غیر صحیحۃ یعنی ان امارات ظاہرہ پر بھی عمل ہے جو ثبوت رویت ہلال پر دلالت کریں جیسے توپوں کے فیر ہونا اور مناروں پر روشنی ہونا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس کو جو توپ کی آواز سنے یا مناروں کی روشنی دیکھے اور خود شہر سے دور ہو جیسے قرب وجوار کے دیہاتوں کے رہنے والے اور وہ لوگ اسی طرح عمل کریں گے جیسے شہر والے کہ حاکم شرعی کو نہیں دیکھا مگر اس پر عمل کیا گیا۔ اسی فرع کو شافعیوں نے بیان کیا اور ابن حجر نے تحفہ میں اسکی صراحت کی لیکن اس شہر میں حاکم شرعی۔ قاضی یا مفتی اسلام کا ہونا شرط ہے کہ اس کے حکم وفتوے سے توپوں کے فیر اور مناروں کی روشنی ہوتی ہے، اور اگر توپوں کے فیر اور مناروں کی روشنی عوام کالانعام کے اختیار میں ہے اور وہ شرعی قیود وحدود سے آزاد ہیں۔

تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ خلاصہ یہ کہ توپوں کے فیر وغیرہ پر عمل کرنے میں وہ ساری شرائط وقیود لازم وضروری ہیں جو ابھی استفاضہ میں بیان کی گئیں، اور جن کی تفصیل اردو میں حضور پرنور سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک الفاظ میں آپ سن چکے ہیں۔ اس دور کے بعض مدعیان مولویت ان امارات کو استفاضہ قرار دیتے اور خبر مستفیض بتلاتے ہیں۔ ان بیچاروں کو نہ امارات معلوم نہ کتاب ہی دیکھی جو استفاضہ اور امارات کا فرق ظاہر ہو پھر یہ امارات جب مخصوص ہیں اس شہر کے قرب وجوار کی آبادیوں اور دیہات والوں کے لیے جو شہر کی توپ کی آواز سنیں اور منارے کی روشنی دیکھیں اور شہر بھی وہی شہر مذکور ہو تو یہ امارات ظاہرہ دوسرے شہر کے لیے نہیں ہیں فافہموا وتدبروا اور رد المحتار میں ہے قلت والظاہر انہ یلزم اھل القری ان یصوموا بسماع المدافع او رؤیۃ القنادیل من المصر لانہ علامۃ ظاہرۃ تفید غلبۃ الظن وغلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل کما صرحوا بہ الخ یعنی ظاہر یہ ہے کہ دیہات والوں کو روزہ رکھنا لازم ہوگا، توپ کی آواز سنکر یا منارے کی روشنی دیکھ کر جو شہر میں ہوتی ہے اسلیے کہ یہ علامت غلبہ ظن کا افادہ کرتی ہے اور غلبہ ظن موجب عمل ہے جیسا کہ علماء نے اسکی وضاحت فرمائی ہے اور فتاوی عالمگیریہ میں ہے خبر منادی السلطان مقبول عدلاً کان او فاسقاً کذا فی حاوی الاخلاطی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب۔

جواب دوم :- ریڈیو، ٹیلیفون، تار وائرلیس اور ایسی ہی چیزیں سب کو شہادت کے میدان میں اہل دنیا والوں اور حکومت وقت نے بھی غیر معتبر مانا ہے۔ پھر شریعت مطہرہ روزہ اور عیدین جیسی عبادات میں کیسے معتبر مان لے۔ کیا محض عوام کے کہنے سے اور یہ خوف کرکے کہ الکشن میں عوام سے ووٹ نہ ملیں گے احکام

شرعیہ خصوصاً باب شہادۃ میں رد و بدل ترمیم و تنسیخ ہوگی والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ جواب اوّل میں آپ پڑھ چکے کہ ایسی جماعات متعدہ جو محض افواہ بازار کو بیان کرتی ہیں یا دو چار آدمی یا گروہ دوسرے شہر میں رویت ہلال کی حکایت کرتے ہوئے شہادت دیتے ہیں اور شریعت مقدسہ مطہرہ ان لوگوں کی روایت و شہادت کو ناقابل قبول فرما کر رد کر دیتی ہے تو تار وغیرہ کا کیا اعتبار پھر غور کیجئے کہ کتاب القاضی الی القاضی کو شریعت پاک نے بغیر شاہدین عادلین اور دوسری شروط و قیود کے نہ ہونے میں تسلیم نہ کیا۔ اور صاف و صریح فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم اور درد و منثور سے جواب اول میں گزرا کہ لان الکتاب قد یزور والخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم فلا یثبت الا بحجۃ تامۃ یعنی تحریر میں کبھی مکر و فریب کیا جاتا ہے کیونکہ خط خط سے مشابہ ہوتا ہے اور مہر مہر سے تو ثبوت نہیں ہوتا جب تک حجت تامہ و دلیل کامل نہ ہو اور الاشباہ والنظائر میں ہے لا یعتمد علی الخط ولا یعمل بہ یعنی خط پر اعتماد و یقین نہ کیا جائے نہ اس پر عمل کیا جائے۔ اور فتح القدیر میں ہے الخط لا ینطق وھو متشابہ کہ خط بولتا نہیں اور اسمیں اشتباہ بھی ہے اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے انما یقضی بالحجۃ والحجۃ البینۃ او الاقرار واما الخط فلا تصلح حجۃ لان الخط یعنی حجت شرعیہ سے فیصلہ کیا جائے گا اور حجت شرعیہ بینہ یا اقرار ہے لیکن خط تو شرعی حجت بننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔ کیونکہ خط خط سے مشابہ ہوا کرتا ہے اور درمختار میں ہے لا یعمل بالخط خط پر عمل نہ کیا جائے اور کافی شرح وافی میں ہے الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم وقد یزور ویفتعل یعنی خط خط سے مشابہ ہے۔ اور کبھی مکر و فریب سے بنا ہوتا ہے

اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے الکتاب قد یفتعل ویزور والخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم تحریر کبھی بناوٹی اور جھوٹی ہوتی ہے اور خط کی خط سے اور مہر کی مہر سے مشابہت ہوتی ہے اور عینی شرح کنز میں ہے الخط یشبہ الخط فلا یلزم حجۃ لانہ یحتمل التزویر یعنی خط خط سے مشابہ ہوتا ہے تو اس سے حجت لازم نہ ہوگی کیونکہ خط میں جھوٹ و دھوکہ دہی کا احتمال ہوتا ہے اور مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ میں ہے الشہادۃ والروایۃ لا یحل الا عن علم وکتابتہ مشتبہا لان الخط یشبہ الخط یعنی شہادت اور قضا اور روایت جائز نہیں ہے جبتک یقین نہ ہو۔ اور یہاں یقین نہیں ہے اسلئے کہ خط سے خط مشابہ ہوتا ہے اور مجمع الانہر جلد دوم ص ۱۶۵ میں ہے اذا الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم تو تار سے کر قاضی شریعت یا مفتی اس کی خبر کے مطابق ہرگز ہرگز روزہ یا عید کا حکم نہیں کر سکتا اور تار و فون سے تو غلبۂ ظن کبھی حاصل نہیں ہوتا۔ دیکھئے اگرچہ قاضی وقت کی کتاب کی نقل کرانا اور اس کے مہر و دستخط بنوالینا اور یہ مکر و فریب کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے بہت ہی مستبعد ہے مگر شبہ تزویر کی بنا پر حضرات ائمہ دین و فقہائے معتمدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خط کو غیر معتبر قرار دیا باوجود اس کے کہ خط میں لکھنے والے کی طرز کتابت و خطابت موجود ہے اور پانے والا پہچان رہا ہے کہ اسی قاضی کا ہے مگر احتمال تزویر ہے۔ لہذا غیر معتبر نامقبول۔ تو تار وغیرہ جن میں نہ معلوم کتنے کثیر در کثیر احتمالات ہیں۔ اسے شریعت مطہرہ کیونکر مان سکے تار کے غیر معتبر ہونے کا مفصل بیان اور واضح فتویٰ دیکھنا ہو تو حضور پر نور مرشد برحق سیدنا اعلیحضرت رضی الرحمٰن تعالیٰ عنہ کا مبارک فتویٰ مسمٰی بنام تاریخی ازکی الاھلال بابطال ما احدث الناس فی امر الھلال

ہم مطالعہ کیجئے تاکہ تشکیک و اوہام رفع ہوں۔ اس جگہ بعض ابنائے وطن جناب مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی کا ایک فتویٰ دکھا کر دھوکے میں ڈالتے ہیں اور خود بھی شبہ میں پڑ گئے ہیں اور دوسروں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق بھی کچھ عرض کر دوں۔ وھو ھذا مجموعہ فتاویٰ مطبوعہ مطبع شوکت اسلام جلد اول ص ۲۹۱ میں ہے۔ جواب دعوی المصنوع اس باب میں صرف خبر یا تار یا تحریر خطی کافی نہیں جبتک کہ بطور کتاب القاضی الی القاضی کے تحریر نہ پہونچے قاعدہ الخط یشبہ الخط کا مشہور ہے اور درمختار میں مذکور ہے فیلزم اہل المشرق برؤیۃ اہل المغرب اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب اور رد المحتار میں ہے قولہ بطریق موجب کان یحمل اثنان الشہادۃ او یشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر واللہ اعلم (دستخط)

اور اسی مجموعہ فتاویٰ جلد اول ص ۵۰ میں ہے "بحسب ضوابط فقہیہ مجرد اخبارات تار وغیرہ در باب صوم و افطار معتبر نہیں۔ درمختار میں ہے فیلزم اہل المشرق برؤیۃ اہل المغرب اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب انتہی اور رد المحتار میں ہے قولہ بطریق موجب کان یحمل اثنان الشہادۃ او یشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر۔ واللہ اعلم (دستخط) ان دونوں فتووں کو پڑھئے اور ان کا رنگ ڈھنگ اور تیور دیکھئے۔ ان دونوں میں تار وغیرہ یعنی تار خط ریڈیو افواہ بازاری وغیرہ کی خبروں کو غیر معتبر مانا ہے اور فقہ کی دو متداول کتابوں کی دو عبارتیں نقل کر کے

ضروری نوٹ

ادارہ نوری کرن میں ایک رجسٹری آئی جسکی تحریر انگریزی میں ہے اور جس پر نام و پتہ بھی نہیں ہے نیچے صرف دستخط ہیں جس کو لکھنے والا ہی سمجھ سکتا ہے اسلئے ان صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اپنا نام و پتہ تحریر کریں تاکہ اس پر غور کر کے جواب دیا جاسکے۔ (ایڈیٹر)

ان سے استدلال و استناد کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کا جو فتویٰ ان دونوں کے خلاف ہوگا وہ جب ان دونوں سے زیادہ مدلل و مبرہن ہو کہ یہ دونوں فتوے اس سے رد ہو جائیں اور یہ دونوں جواب غلط یا لغو ٹھہریں تب بھی اس کے لائق اعتبار ہونے پر گفتگو کی جا سکتی ہے بلا لحاظ مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ ۳۰۳ میں ہے " لیکن ایسی صورت میں کہ ظن حاصل ہو جائے اور شبہ باقی نہ رہے اور خبر تار یا خط بذریعہ کثرت بھیج جائے اس پر عمل ہو سکتا ہے" قطع نظر اس سے کہ فقیر اس عبارت پر گفتگو کرے پڑھنے والے خود بھی اس کے تیور دیکھ رہے ہیں فقیر تو یہ کہتا ہے کہ پہلے دونوں فتوے مدلل بدلائل اپنی جگہ پر بحالہ درست و ثابت ہیں مگر تار والے اس فتوے پر تار تار ہیں۔ نہ اس فتوے میں کوئی حوالہ نہ کسی سے استناد نہ اپنے دعا پر کوئی دلیل و برہان اور نہ اگلے دونوں فتووں کے بطلان کا اقرار۔ تو ایسے کمزور اور تصریحات ائمہ دین کے خلاف فتوے کو کس طرح مان لیا جائے۔ فقیر تو یہ خیال کرتا ہے کہ یہ فتویٰ الحاقی ہے ورنہ اتنا بلبلا اور بے دلیل نہ ہوتا یا پھر سہو قلم ماننا پڑے گا اور یہ کچھ مستبعد نہیں ورنہ ایک ایسے پایہ کا مفتی جس فتوے سے اپنے ہی دونوں فتوے رد کر دے گا وہ یوں بے دلیل نہ لکھے گا یا کھلم کھلا اپنی غلطی یا لاعلمی کا اعتراف کرے گا پھر طریق موجب کی تفصیل جو خود شامی و حصکفی کی عبارتوں سے بیان کی گئی تو یہ فتوے طرق موجبہ مذکورہ میں سے یعنی شہادت۔ تحمل شہادۃ۔ شہادۃ علی حکم القاضی۔ استفاضہ خبر ان چاروں میں سے کس کے تحت داخل ہوگا

کیا جواب ہوگا۔ پہلے تینوں کے تحت۔ تو آپ اپنی آنا ہی ہے کہ کتاب الشہادۃ میں تمام شروط و حدود شہادت مفرز و مفصل بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً نصاب شہادت کا مکمل ہونا، یعنی دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہونا اور سب کا عادل و ثقہ ہونا فاسق نہ ہونا اور مجلس قضاء میں لفظ اشہد کے ساتھ گواہی دینا۔ اور گواہوں کا قاضی و حاکم کے سامنے حاضر ہونا اور گواہوں کا آڑ میں نہ ہونا۔ تو ان کے تحت تو تار کا آنا قطعاً یقیناً مردود ہے ہی استفاضہ خبر میں جماعات متعددہ کا لیے شہر سے آنا اور سب کا یکزبان بیان کرنا شرط ہے۔ جس شہر میں قاضی شرع عالم محقق معتمد ہو کہ احکام صوم و عیدین دہی نافذ کرتا ہو۔ عوام بے قید اور حدود شرع سے آزاد نہ ہوں کہ جب چاہیں رمضان و عید منائیں۔ پھر جماعت کثیرہ کا بیان بھی افواہ بازار، سنی سنائی خبر نہ ہو اور کسی واقعہ کی حکایت نہ ہو اور ان کا بیان کسی فرد واحد پر مختتم نہ ہو۔ اور یہ جماعات کثیرہ ایسے شہر سے کبھی نہ آئی ہو جہاں قاضی شرع و مفتی احکام کوئی نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان حدود شرائط کے مدنظر، تار قطعاً بے وقعت اور جامہ تار تار ہے۔ کیا کوئی عاقل ایسے یا یہ کے مفتی صاحب کو دلائل و براہین سے اس درجہ تہی دست جانیگا اور اگر کسی کو ایسی ہی عقیدت ہے تو وہ مفتی صاحب کا خیر خواہ نہیں بدخواہ و بدنام کنندہ ہے۔ پھر یہ کہ حضرات فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے استفاضہ کے کس بارے کو زن فرمایا ہے۔ وہ تو صاف صاف تصریح فرماتے ہیں۔ دیانت استفاضۃ بمعنی نقل الحکم المذکور یعنی استفاضہ خبر۔ حقیقتاً تواتر کے ساتھ اس قاضی کا حکم جس کے سامنے رویت ہلال کی شہادت گزری ہے وہی حکم دوسرے شہر کے قاضی شرع تک پہنچا ہے اور قاضی شرع کا حکم تواتر کے ساتھ پہنچ جانا حجۃ شرعیہ ہے۔ اور تار۔ تواتر ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہزار جگہ سے بھی تار

آئے لیکن زنگی محل میں تو ایک ہی تار گھر سے پہنچے گا اور اکثر یہ تو یہ ہے کہ تار کی بنیاد فرد واحد ہوتا ہے نیز شہر میں افواہ اڑی اور مسٹر صاحب نے چند رشتہ داروں کو مبارکی کے تار دے دیئے اور اب ان تار پانیوالوں نے اپنے عزیز قریب اور احباب کو تار دے اور بڑھتے بڑھتے ہزاروں کی تعداد میں زنگی محل میں تار پہونچے تو ابتداءً جسکی بنیاد محض افواہ بازار رہے، فرد واحد ہے اور انتہا ایک تار گھر ہے۔ نہ تو شہادت ہے نہ شہادت علی الشہادت ہے۔ نہ شہادت علی القضاء ہے نہ استفاضہ ہے نہ کثرت و تواتر ہے کچھ بھی نہیں تو تار شرعاً باب شہادت میں قطعاً یقیناً غیر معتبر ہے۔ ہرگز ہرگز ہرگز اس سے ظن غالب حاصل نہیں ہو سکتا اور ظن یعنی گمان تو گمان پر ہرگز ہرگز فتویٰ نہیں ہوتا۔ اور آپ خوب اچھی طرح سن چکے کہ رحمتی کی عبارت ہے معنی الاستفاضۃ ان تاتی من تلک البلدۃ جماعات متعددون کل منہم یخبرون الخ اور تنبیہ الغافل سے گزرا کہ ان المراد بالاستفاضۃ تواتر الخبر من الواردین من تلک البلدۃ الی البلدۃ الاخریٰ لا مجرد الاستفاضۃ الخ اور ذخیرہ سے سنا کہ اذا استفاض وتحقق تحقیق فان التحقق لا یوجد بمجرد الشیوع۔ تو تار سے قطعاً یقیناً حکم شرعی ثابت نہیں ہو سکتا نیز اگر عمیق نظر سے دیکھئے تو اس فتوے میں بھی جناب مولوی صاحب نے تار کو مثبت حکم شرعی نہیں مانا ہے۔ ذرا غور کرکے وہی عبارت پھر پڑھئے "لیکن ایسی صورت میں کہ ظن حاصل ہو جائے اور شبہ باقی نہ رہے اور خبر تار یا خط بذریعہ کثرت پہنچ جائے اس پر عمل ہو سکتا ہے" تار سے باب شہادت میں ہرگز ہرگز ظن غالب نہیں حاصل ہوتا اور شبہ نہیں بلکہ شبہات کی فوج دریا موج موجود ہے

اور تواتر جس کو کثرت کے لفظ سے تعبیر کیا وہ قطعاً مفقود ہے۔ تو ثابت ہوا کہ اس فتوے میں بھی تار کو غیر معتبر مانا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین آخر یہ لوگ عوام کے پیچھے لگ کر کس کس چیز پر اندھیری ڈالیں گے کیونکہ اس فتوے سے غلط نتیجہ نکالیں گے اور اگر یہی لیل و نہار ہے تو ایسے بے ثبوت اور مدعا کے خلاف فتویٰ پیش کرکے سنانا پڑے گا کہ نحن رجال و نحن رجال اور کیا ہوا کہ وہ بدرا گر کنند پسر تمام کنند اگر ان سے کچھ سہو و نقصان ہوا ہوا۔ مگر آج اس فتوے کو اپنے مدعا کے موافق جاننے والوں پر لازم و ضروری ہے کہ اس سہو و نقصان کو دور کرکے اپنے مدعا کے مطابق دلائل شرعیہ و براہین دینیہ کے لباس سے آراستہ کرکے پیش کریں اور یہ کوئی چیز نہیں کہ عوام ۲۹ ر کی عید کرنا چاہتے ہیں یا ریڈیو پر خبر آئی ہے اگر ہم اس کو نہ مانیں گے عید نہ کریں گے تو عوام ہم سے جدا ہو جائیں گے الیکشن میں ووٹ نہ دیں گے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عوام نہ مانیں تو انہیں سمجھاؤ۔ حدود الہیہ بتاؤ۔ فرامین شرعیہ سناؤ، ضرور ضرور مانیں گے اور نہ سہی خود تو حکم شرعی کے آگے سر نیاز جھکاؤ۔ عوام کے پیچھے لگ کر خود تو احکام شرعیہ کو نہ بدلو۔ خود تو شریعت کے پابند بنو۔ قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون متاع قلیل ولھم عذاب الیم۔ یعنی اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (ترجمہ رضویہ)

اگر حضور پر نور سیدنا اعلیٰحضرت رضی الرحمٰن تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ مبارکہ میں سے یہ تین فتوے اول ازکی الاہلال دوم طرق اثبات الہلال سوم البدور الاجلہ ان تینوں کو آپ لوگ بغور دیکھئے بلکہ سبقاً سبقاً پڑھئے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس پر فتن و آزاد دور میں بہت مواقعوں پر ان تینوں سے آپ کی مشکلکشائی ہوگی اور حضور سیدنا اعلیٰحضرت کا فتویٰ آپ کا مشکلکشا بن جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ تار و ریڈیو و افواہ بازار دہلی پر شروالوں نے رمضان اور غیر رمضان میں فرق نہ کیا اسی لئے دشواری پیش آئے حالانکہ ہلال رمضان کا حکم ابر و غبار کی حالت میں اور ہے اور رمضان کے علاوہ گیارہ مہینوں کا حکم ابر و غبار میں کچھ اور ہے کتب فقہ میں صاف تصریح ہے کہ اگر آسمان پر ابر و غبار ہو تو ایک ثقہ مسلمان کی گواہی سے بلکہ ایک مسلمان مستور الحال کی گواہی سے بھی حاکم شرع قاضی اسلام یا مفتی احکام روزہ کا حکم کرنے مجمع الانہر میں ہے وہ مستور الحال فی الامام قبولہ وصححہ البزازی اور درمختار میں ہے وقبل بلا دعوی وبلا لفظ اشہد وبلا حکم ومجلس قضاء لانہ خبر لا شہادۃ للصوم مع علۃ کغیم وغبار خبر عدل او مستور اور درمختار میں ہے وشرط للفطر مع العلۃ المتقدمۃ والعدالۃ نصاب الشہادۃ ولفظ اشہد وعدم الحد فی قذف لتعلق نفع العبد یعنی عید کے چاند میں ابر و غبار کی حالت میں گواہوں کا عادل ہونا۔ نصاب شہادت کامل ہونا۔ لفظ اشہد کے ساتھ گواہی دینا اور گواہ کا محدود فی القذف نہ ہونا شرط ہے۔ اور بحر الرائق میں ہے واما فی ھلال الفطر والاضحی وغیرھما من الاھلۃ فانہ لا یقبل فیہ الا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین عدول احرار غیر محدودین کما فی سائر الاحکام اور اسی جدے ھلال ذی الحجۃ

کھلال غوال فلا یثبت بالفیہ الا کبو یہ این او دجل داحد ایتین اور جب مطلع صاف ہو تو بحر ہی ہے واما حالتہ الصحو فالکل سواء کا بد من زیادۃ العدد علی ساوتی سناہ اور در مختار میں ہے وقبل بلا علۃ جمع عظیم یقع العلم الشرعی وھو غلبۃ الظن بخبرھم وھو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بعدد علی المذھب ابر وغبار نہ ہونے کی حالت میں گروہ عظیم جم غفیر کی شہادت ہونا چاہیئے جس سے یقین حاصل ہو اور گروہ عظیم کی تعداد کا حکم شرعی قاضی اسلام یا مفتی کی اپنی رائے پر ہے تو ہلال رمضان کے ثبوت میں بحالت ابر و غبار کچھ آسانی دیکھ کر دوسرے مہینوں کو اس پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے اور اس پر فتن دور میں شروط و قیود و حدود و شرعیہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ ابنائے زمانہ کیجر سن لیں کہ اتنی وضاحت و صراحت کے بعد یہ یقین ہو گیا کہ جناب مولوی عبد الحی صاحب نے تار و خط کو دربارۂ شہادت ہرگز ہرگز معتبر نہیں مانا ہے وہ ایک قضیہ شرطیہ لکھتے ہیں اور اہل فہم و دانش جانتے ہیں کہ اذا فات الشرط فات المشروط جب آفتاب نہ نکلے تو دن کا وجود کیسے ہو۔ اسطرح تار سے جب ظن غالب کا حصول اور شبہات کا دفعیہ اور تواتر کچھ نہ ہو تو خط و تار ناقابل عمل ہے۔ ہرگز ہرگز اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اور اس شرطیہ سے آج جو یہ سمجھے کہ رویت ہلال کی شہادت میں فرنگی محلی صاحب نے تار و خط کو معتبر بتایا ہے وہ سامنے آئے مرد میدان بنے ہمت کرے اور دلائل و براہین سے مزین کر کے اپنے مدعا کے موافق اس فتوے کو پیش کرے اور کتب فقہ کی تفصیلات و توضیحات و تشریحات کو معاذ اللہ غلط و باطل ٹھہرانے والا ہو تو شدلو کرتین الناس والدوقادیت ان سنیر صادقین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ لہٰذا ٹیلیفون ریڈیو۔ ٹرانسمیٹر، ٹیلی ویژن یا ٹیلی پرنٹر کی خبر اور اس پر ... والوں کا یہ کہنا کہ ٹیلیفون یا ریڈیو پر شہادت ادا کیجائے یا قاضی مفتی جن کی آواز ہم پہچانتے ہیں وہ وہاں کی رویت یا شہادت کے بعد فتویٰ بیان کرے تو وہ فتویٰ جن لوگوں نے فون یا ریڈیو کے سناسب پر واجب العمل و قابل التسلیم ہے اور بعض کا یہ بکنا کہ یہ نو ایجاد چیزیں ہیں ان کا حکم معاذ اللہ شریعت میں کہاں مل سکتا ہے استغفر اللہ۔ تو غور کیجئے کہ باب شہادت میں یہ چیزیں اتنی کمزور اور بودی ہیں کہ دنیا والے بھی اس کے ذریعہ شہادت غیر معتبر مانتے ہیں پھر شریعت مطہرہ نے با قاعدہ شہادت کی حدود و شرائط و قیود بیان فرمائیں تو وہ کیسے ان سے لہٰذا انکی شہادت قطعاً غیر مقبول ہے اور پہچانی ہوئی آواز والے قاضی مفتی کا ٹیلیفون یا ریڈیو سے اپنا فتویٰ بیان کرنا تو خوب غور سے سن لیجئے کہ وہ فتویٰ غیر مسموع و ناقابل عمل ہے ہرگز اس پر عمل نہیں کیا جائے گا فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتاب ہدایہ شریف مطبوعہ مطبع حیدری بمبئی جلد ثالث صفحہ ۱۰۳ میں ہے ولو سمع من وراء الحجاب لا یجوز لہ ان یشہد ولو فسر للقاضی لا یقبلہ لان النغمۃ تشبہ النغمۃ فلم یحصل العلم الا اذا کان دخل البیت وعلم انہ لیس فیہ احد سواہ ثم جلس علی الباب ولیس فی البیت مسلک غیرہ فسمع اقرار الداخل ولا یراہ لہ ان یشہد لانہ حصل العلم فی ھذہ الصورۃ۔ فرمایئے یہ ارشاد لان النغمۃ تشبہ النغمۃ یعنی آواز آواز سے مشابہ یا ایک آواز آواز سے مشابہ ہوتی ہے لہٰذا تار، فون، ریڈیو، ٹرانسمیٹر سب باطل و مردود ہے گرچہ آواز پہچانتا ہو کہ لان النغمۃ تشبہ النغمۃ کیا اتنی صاف اور واضح ارشاد کے ہوتے ہوئے بھی ٹیلیفون و ریڈیو ٹرانسمیٹر کی خبر کا شرعاً کوئی درجہ ہو سکتا ہے اور ٹیلی پرنٹر کی تحریر کا کیا اعتبار۔ اس کا تو کام صرف یہ ہے کہ جو خبر دنیا میں نشر ہو وہ اس خبر کو صفحہ قرطاس پر

ظاہر کر دے نہ اسے صدق و کذب سے مطلب نہ افواہ بازاری حکایت اور خبر محقق کا فرق نہ جید و ردی حق و باطل کی تمیز افواہ بازار نشر ہوئی وہ بکھیری، کوئی حکایت شائع ہوئی وہ بکھیری، نہ شائع کرنے والے کے دین و دیانت سے تعلق نہ عدالت و ثقاہت سے علاقہ۔ اور پڑھنے والے بھی اس کے سچ اور جھوٹ صحیح و غلط سے ناواقف تو ٹیلی پرنٹر کی خبر ردّ مختار و بحر و ذخیرہ و عالمگیری و قاضی خاں کے ارشادات مذکورہ سے بھی مطرود اور اس ارشاد ہدایہ سے بھی مردود۔ اور نو ایجاد اشیاء کا حکم شریعت میں نہ ماننے والا اپنے قول بد تر از بول سے بھی توبہ کرے اور گوش ہوش سے سنے کہ ہمارا دین بحمد اللہ تعالیٰ کامل دین ہے اب ہم کسی اور دین کے محتاج نہیں ہیں کسی نئی چیز کا حکم صراحۃً ملے گا اور کبھی کسی اصل و قاعدہ کے تحت میں چنانچہ ٹیلیفون ریڈیو ٹرانسمیٹر وغیرہ کا حکم دیکھ لے کہ شریعت نے کتنا صاف صاف بیان فرمایا ہے نا مجھن لکھے مرات العلمین خوب یاد رہے کہ کتاب القاضی الی القاضی کو اتنی قیود کے باوجود بھی اسی حد تک مانا ہے پھر ٹیلی پرنٹر کی تحریر جس کی بنیاد مشتبہ و مجہول شیوع ہے نہ حق و باطل کا فرق نہ شہادت نہ تواتر نہ علم کبھی بھی نہیں لہٰذا اسکی خبر شرعاً ضرور ضرور مردود ہے ہرگز ہرگز شرعاً اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم۔

جواب سوال سوم۔ یہاں ۲۹ رمضان کی ریڈیو کی خبر سے بہت افواہیں اڑائی رہیں مگر ثبوت ہلال نہ ہوا بالآخر ۳۰ روزے بخوبی پورے ہوئے اور ۱۷ جولائی روز شنبہ ۱۹۵۱ء کو بمبئی شہر میں بالاتفاق عید کی نماز پڑھی گئی اور عید منائی گئی واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نیز حقیر اس مختصر فتوے کا تاریخی نام طرق مہوجبہ ثبت الھلال رکھتا ہے خدا تعالیٰ قبول فرمائے اور مسلمانوں کے لیے نافع اور اوہام و شکوک و شبہات کا دافع بنائے آمین آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم و مجد و کرم و بجل عظم و علی امامنا الامام الاعظم وعلی غوثنا الغوث الاعظم وعلی شیخنا ومرشدنا المجدد الاعظم و علینا وعلی سائر اخواننا واخواتنا من اھل السنۃ والجماعۃ لحیھم ولمیتھم ومجمعھم یا ارحم الراحمین ویا اکرم الاکرمین آمین۔ ۲۰ ذی القعدہ روز جمعہ مبارک ۱۳۷۰ھ

فقیر ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفر لہ و لابویہ و اخویہ و اہلہ ومحبیہ۔ آمین خطیب جامع مسجد مدن پورہ بمبئی ۸

قد حکم الجواب بلاشک ولا ارتیاب۔ سید مرتضیٰ حسین حنفی عنہ امام و خطیب مسجد کرمانی جالی محلہ بمبئی و سابق مہتمم مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن

الجواب صحیح:۔ سید محمد جمیل ابن مولوی سید محمد مسعود شاہ قادری۔ نمبر ۴۳ کھوکھا بازار بمبئی ۳

مبسلا و حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب صحیح:۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ اجمعین۔

فقیر آل مصطفیٰ قادری خطیب جامع مسجد بکر قصابان کھوک نمبر ۲۴ بمبئی ۹

جمعہ ۴ ذی الحجہ ۷۰ھ

من اجاب ... فالحق ان یتبع
محمود ... عفی عنہ ... غوثیہ رین روڈ بمبئی

الجواب صحیح :- مرتضیٰ حسین مبارکپوری۔ مقیم ... اشرفیہ ... بمبئی ۳

... بہاردی ... محمد جنید ... حال مقیم بمبئی ... ناگپاڑہ - پیرخان اسٹریٹ ... داؤ فی مسجد کے پیش امام وخطیب ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح۔
فقیر محمد شفیع احمد قادری غفرلہ ، ساکن مبارک پور ضلع اعظم گڑھ وارد حال مدنپورہ بمبئی ۸

للہ در من اجاب بھذا الجواب حیث اتی بالصدق والصواب۔ عبد العزیز اشرفی عفی عنہ الحال کماٹی پورہ گلی ۱۲ بمبئی۔

الجواب حق صحیح :- فقیر محمد حنیف قادری برکاتی بدری المدرس مدرسہ حنفیہ غوث العلوم چمن گنج کانپور

المجیب مصیب واللہ ورسولہ اعلم بالحق والصواب :- محمد سلیم قادری رضوی حامدی بہاری غفرلہ خطیب مسجد دھوبی تالاب بمبئی ۲

الجواب صحیح :-
محمد اسحٰق قادری پیش امام مسجد درگاہ شریف حضرت بہاؤالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرین لین بمبئی ۲

ما قال المجیب المصیب فہو حق مطابق الحقائق اہل السنۃ والجماعۃ والاجوبۃ کلہا صحاح بلا ارتیاب والحق احق بالاتباع وان انکرہ المعاندون۔
حررہ محمد عبد الخالق الامام بجونے مسجد الواقع فی بلد بمبئی ۳

ھذہ الرسالۃ عجیبۃ طالعتھا بامعان النظر فوجدتھا حاویۃ مما فی ثبوت رویۃ الھلال باصول الحنفیہ وقامعۃ ھفوات العلماء الحاضرۃ فللہ در المصنف وانا العبد الضعیف محمد عثمان الاعظمی التویل بمبئی ۸

الجواب صحیح :- احمد سعید سنبھلی عفی عنہ وارد حال بمبئی

انہ لقول فصل وما ھو بالھزل حاجی ابوبکر حاجی احمد رشیم والا قادری برکاتی رضوی غفرلہ ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن تبلیغ صداقت بمبئی ۳

الجواب صحیح :- محمد سعید عفی عنہ اقام خود صدر المدرسین سابق مدرسہ حنفیہ غوث العلوم چمن گنج کانپور مقیم حال محمدن اسٹریٹ مدنپورہ بمبئی نمبر ۸

قد اصاب من اجاب ابو سعید محمد فرید الدین بہاری غفرلہ

الجواب صحیح وصواب والمجیب نجیح ومثاب۔ فقیر محمد اسلام غفرلہ السلام خطیب مسجد محلہ ذکریا بندر۔ بمبئی۔

ایک ضروری فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک جگہ رویت ہلال کا ثبوت ہو اور قاضی ثبوت کے بعد فیصلہ کرے۔ پھر اس قاضی کو لیجاکر ریڈیو اسٹیشن پر فیصلہ بیان کرائے اور قاضی خود فیصلہ بیان کرے یا قاضی کے فیصلہ کا وہی اعلان ریڈیو سے کیا جائے تو جن مقاموں کے لوگ ریڈیو کے ذریعہ فیصلہ یا فیصلہ کا اعلان سنیں گے ان پر بھی صوم یا افطار لازم وواجب ہے یا نہیں جبکہ معلن منادی کا ثقہ ہونا بھی شرط نہیں ہے۔ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب۔

فقیر حقیر عبید المحبوب محمد مظفر قادری رضوی سہوانی غفرلہ المولیٰ
امام مسجد خان بہادر صاحب محلہ بھوڑ بریلی شریف

الجواب

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما :: نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما۔ صورت مسئولہ میں پہلے قاضی کو ہی معلوم کرنا چاہیئے کہ قاضی کون اور کیسا ہونا چاہیئے؟ کیونکہ یہیں سے بعض عوام اور خواص کو دھوکا ہو جاتا ہے تو قاضی شرع آجکل کے یہ قاضی نہیں ہیں جو محض نکاح پڑھادیں یا طلاق نامہ لکھدیں۔ بلکہ قاضی شرع عالم دین محقق ومعتمد ومستند ہونا ضروری ہے۔ اور اسلامی دور میں آج کے جج کے مکمل اختیارات بلکہ اس سے زیادہ قاضی کو حاصل ہوتے تھے۔ اور آج لفظ قاضی رہ گیا ہے لیکن قاضی مفقود ہے نیز یہ بھی سمجھ لیجیے کہ قاضی کا مقرر کرنا بھی ہر ایک کا کام نہیں ہے فرض کیجئے کہ عام مسلمان کسی کو صرف رویت ہلال کی شہادت دینے اور فیصلہ کرنے کے لیئے قاضی بھی مقرر کریں تو وہ قاضی قاضی شرع نہیں ہوگا پھر یہ کہ آج کے پرفتن دور میں اس قاضی کا دین ومذہب وعقیدہ دیکھنا بھی اشد ضروری ہے۔ حضور پرنور مرشد برحق سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت شیخ الاسلام مفتی علامہ شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خانصاحب قادری برکاتی آل رسولی بریلوی رضی الرحمٰن تعالیٰ عنہ اپنے مبارک فتوے مسمیٰ باسم تاریخی ازکی الاھلال بابطال ما احدث الناس فی امر الھلال میں فرماتے ہیں وھو ھذا۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ دوسرے شہر سے بذریعہ خط وکتابت د کتاب القاضی الی القاضی ! جو شہادت دینا عرفاً قاضی شرع سے خاص ہے جسے سلطان نے فصل مقدمات پر والی فرمایا ہو یہاں تک کہ حکم کا خط مقبول نہیں۔ درمختار میں ہے القاضی یکتب الی القاضی وھو نقل الشہادۃ حقیقۃ ولا یقبل من حکم بل من قاضی مولی من قبل الامام اھ منقطا۔ فتح القدیر میں ہے ھذا النقل بمنزلۃ القضاء ولھذا لا یصح الا من القاضی غیر قضاۃ تو یہیں سے الگ ہوئے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ آج قاضی شرع قطعاً مفقود ہے لہذا فقیر کو یہ بھی ضرورت نہیں کہ قاضی کے فیصلہ کے لیے گفتگو کرے کہ اس قاضی قاضی شرع کا فیصلہ بھی اس کے حدود وقضا میں ہی جاری ونافذ ومحدود رہے گا۔ دوسرے قاضی شرع کے حدود وقضا میں ہرگز قابل عمل نہیں ہے

اور جب یہ ہے... تو قاضی شرع مفقود و نابود ہے تو ایسا قاضی جس کے تحت قضا تمام ہندوستان ہو بدرجہ اولیٰ نابود و مفقود ہے پس ثابت ہوا کہ ریڈیو کے ذریعہ قاضی کے فیصلہ کا اعلان یا خود آج کسی قاضی کا ریڈیو پر فیصلہ سنانا چاند کا حکم دینا شرعاً اعتبار کے قابل نہیں ہے اور بالفرض اگر ایسا قاضی ہوتا بھی جس کے تحت قضا کل ہندوستان ہوتا تو ایسے ہی اختیارات والا قاضی شرع ہر شہر ہر قصبہ میں بلکہ ہر قریہ بلکہ ہر آبادی میں چاہیے اور اسی طرح ہر آبادی میں آل انڈیا ریڈیو چاہیے کیونکہ معلوم کہاں کے لوگوں کو چاند نظر آجائے اور ہے تیسرے قاضی شرع آل انڈیا اختیارات والے ہوتا قطعاً یقیناً ناممکن و محال ہے لہذا آج کے قاضیوں کا اعلان بھی بذریعہ ریڈیو قطعاً غیر معتبر ہے۔ رہا ریڈیو تو ریڈیو پر کی ہوئی تقریر میں اصحاب ریڈیو کو پورا پورا اختیار ہوتا ہے کہ جو لفظ اور جتنی بات چاہیں نشر کریں اور جو چاہیں حذف کریں۔ اور وہ چاہیں تو نہیں کو ہاں اور ہاں کو نہیں بنا دیں نیز غیر ممالک کے ریڈیو کو بھی مکمل اختیار حاصل ہوتا ہے کہ دوسرے ریڈیو کی نشر کی ہوئی تقریر میں مداخلت بیجا کریں۔ اور جو چاہیں اس کے خلاف اور اپنے موافق نشر کر دیں چنانچہ اس جنگ اعظم کے دور میں سب نے دیکھا سنا کہ جرمن ریڈیو کے وقت کس قدر گڑبڑ اور مختلف آوازیں سننے میں آتی تھیں اور اسکی خبر و منشا کے خلاف سنا جاتا تھا تو معلوم ہوا کہ مخالف کا ریڈیو بھی اسکی خبر کو غلط کر دیتا ہے نیز ٹرانسمیٹر کے ذریعہ بھی ریڈیو کی آواز کے خلاف اور اس میں خلل اندازی ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود نشر گاہ کا کنٹرولر مقرر کا جو لفظ چاہے نشر کرے اور جو چاہے نہ کرے چنانچہ حال ہی میں آج کے پاکستان کی ایک سماۃ کی تقریر میں کتنا تغیر و تبدل ہوا لہذا ریڈیو کی خبر غیر معتبر و غیر مستند ہے پھر کتب فقہ میں منادی کے [illegible] کہ عادل ہو یعنی اگر فاسق ہو تو ضروری ہے کہ مؤذن [illegible] کمان او کافر ا یعنی منادی مسلم ہو اور کافر و مشرک اب نشر گاہ پر کثرت کارکنان غیر مسلم ہے یا کافر و مشرک یا مرتد ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ پھر یہ کہ ریڈیو خود بخود ثابت ہے کہ [illegible] النغمۃ یشبہ النغمۃ [illegible] آواز آواز سے مشابہ ہوتی ہے لہذا ریڈیو سے فیصلہ قاضی کا اعلان دوسرے مقاموں کے سامعین کے لئے غیر معتبر و ناقابل عمل ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم

فقیر ابوالمظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں
قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ
ولوالدیہ واخویہ واہلہ ومحبیہ۔ آمین
خطیب جامع مسجد مدنپورہ بمبئی
۲۰ محرم الحرام دو شنبہ مبارکہ ۱۳۸۶ھ

الحمد للہ ما اجاب الفاضل المجیب المصیب مولانا المولوی العلامۃ المفتی القادری محمد محبوب علیخاں القادری الرضوی اللکھنوی الخطیب فی جامع مسجد مدنپورہ دام مجدہ فھو الصحیح الحق عندی جزاہ اللہ خیر الجزاء عنی وعن سائر اہل السنۃ والجماعۃ آمین۔

الفقیر غلام آسی محمد فضل الرسول القادری الرضوی المجددی المدرس فی المدارس الغوثیہ تاج العلوم فی بلدۃ مالیگاؤں [illegible]

قد صح الجواب بلا شک وارتیاب محمد عثمان الاعظمی عفی عنہ

الجواب صواب واللہ ورسولہ اعلم

جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
فقیر ابوالطاہر محمد طیب قادری برکاتی رضوی داناپوری غفرلہ

نعم المجیب المصیب۔ مظہر ربانی قادری جبلپوری

الجواب صحیح۔ فقیر سید احمد قادری رضوی سنبھلی عفی عنہ۔

الجواب صحیح۔ [illegible] سید محمد مقصود قادری جبلپوری عفی عنہ

نعم المجیب والاجر المجیب۔ فقیر محمد سلیم قادری رضوی برکاتی غفرلہ خطیب مسجد [illegible] تالاب بمبئی

الجواب صحیح۔ فقیر [illegible] محمد عبد الرحمن قادری رضوی امجدی بریلوی غفرلہ

الجواب صحیح۔ محمد سعید عفی عنہ [illegible] وصدر المدرسین سابق مدرسہ حنفیہ غوثیہ [illegible] کانپور [illegible]

الجواب صحیح۔ سید محمد نذیر حسین قادری فضل الرحمانی دہلوی ثم لکھنوی [illegible]

[illegible] صدق ان شاء اللہ
محمد یونس عفی عنہ مہتمم غوثیہ [illegible] بمبئی

صح الجواب۔ محمد احمد شاہدی غازیپوری عفی عنہ مدرس جامع فاروقیہ۔ بنارس

باسمہ [illegible] والحمد [illegible] الجواب صحیح و صواب وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ فقیر آل مصطفیٰ قادری برکاتی مارہروی عفی عنہ خطیب مسجد کھڑک بمبئی

الجواب صحیح۔ احقر سید نیاز زیدی محلہ [illegible] حال مقیم مسجد کھڑک بمبئی

الجواب صحیح و صواب والمجیب نجیح ومثاب۔ فقیر ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علیخاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ ولوالدیہ واہلہ واخویہ واحبابہ [illegible] العزیز القوی۔

[illegible] الجواب صحیح و صواب واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

فقیر محمد وجیہ الدین قادری رضوی ضیائی غازیپوری غفرلہ خادم آستانہ عالیہ ضیائیہ محلہ مسجد [illegible]

[illegible]

اقول فیما [illegible] حاجی ابوبکر بن حاجی احمد ریشم والا قادری برکاتی رضوی غفرلہ ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن تبلیغ صداقت بمبئی ۳

نعم الجواب ما اجاب مولانا الآفندی۔ ابو سعید محمد فرید الدین بہاری غفرلہ

[illegible] المجیب فانہ مصیب [illegible] المجیب صلی اللہ علیہ وسلم
غلام مصطفیٰ غفرلہ (ٹکاپور کانپور)

الجواب صحیح و صواب والمجیب نجیح ومثاب
فقیر محمد اسلام غفرلہ السلام خطیب مسجد محلہ ذکریا بندر بمبئی

[illegible] الجواب حیث اتی بالصدق والصواب۔
عبد العزیز اشرفی عفی عنہ وارد حال [illegible] گلی بمبئی

الجواب صحیح۔ فقیر محمد شفیع احمد قادری غفرلہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ

قد صح الجواب بلا شک ولا ارتیاب
سید مرتضیٰ حسینی عفی عنہ امام وخطیب مسجد کھتریان جالی محلہ بمبئی سابق مدرس مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن

خط لکھتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولئے ورنہ جواب دینے یا تعمیل کرنے کا ذمہ دار ادارہ نہ ہوگا

چاند کے متعلق

مدینہ کے چاند کی ہدایات

حضرت عبدالرحمن بن زید ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ وانسکوا لہا فان غم علیکم فاتموا ثلاثین یوما فان شہد شاہدان مسلمان فصوموا وافطروا (رواہ احمد) یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو، چاند دیکھ کر افطار (عید) کرو اور اسی کے حساب سے قربانی کرو، اور اگر ابر غبار وغیرہ کے باعث (۲۹ کو) چاند نظر نہ آئے تو مہینہ کے تیس دن پورے کرو اور اگر (۲۹ کو) دو مسلمان گواہ شہادت دیں تو ان کی شہادت کے مطابق روزہ رکھو اور افطار کرو " اس حدیث کو امام احمد نے روایت فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی رایت الہلال یعنی ہلال رمضان فقال اتشہد ان لا الہ الا اللہ قال نعم قال اتشہد ان محمدا رسول اللہ قال نعم قال یا بلال اذن فی الناس ان یصوموا غدا (رواہ ابوداؤد) یعنی ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ تحقیق میں نے (ابر کی حالت میں) رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ حضور نے فرمایا کیا تو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے۔ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیا تو محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے۔ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا۔ اے بلال (مقامی طور پر شہر میں) اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

چاند کے متعلق مدینہ کے چاند صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایات سے شریعت مطہرہ کا یہ اصول و قانون اور ضابطہ و قاعدہ مقررہ واضح ہو گیا کہ ثبوت رمضان و ہلال عید کے لیے شرعاً یہ ضروری ہے کہ ۲۹ کو عام رویت ہو۔ یا مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں کم از کم دو مسلمانوں کی شہادت ہو۔ یا مہینے کے ۳۰ دن پورے کیے جائیں۔ البتہ ابر کی حالت میں صرف ثبوت رمضان کے لیے کسی ایک شخص کی شہادت بھی کافی ہے بشرطیکہ وہ مسلمان غیر فاسق ہو۔ اور سامنے آ کر بیان کرے جیسا کہ اعرابی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رویت شہادت اور ۳۰ دن کی تکمیل کے علاوہ ریڈیو تار اخبار وغیرہ کسی ذریعہ کی خبر و اطلاع و اعلان چاہے بظاہر کتنا ہی معتبر، قابل اطمینان و یقین اور موجب غلبۂ ظن ہو ضابطۂ شریعت و شہادت کی تعریف و معیار پر پورا نہ اترنے کے باعث دوسرے شہر کے لیے ہرگز قابل قبول و لائق اعتبار نہیں اور اس پر عمل کرنا قطعی ناجائز و گناہ اور غلطی فی الدین اور روزہ و عید کو برباد کرنا ہے

والعیاذ باللہ تعالیٰ

اللھم ارزقنا اتباع حبیبک علیہ الصلوٰۃ والسلام

(راقم خورشید احمد مصطفیٰ)

رویت ہلال کے متعلق چند تحقیقی ارشادات

(از تبرکات اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آلات جدیدہ نامعتبر

ٹیلی گراف۔ ٹیلی فون۔ اخبار، جنتری، بازاری افواہ سب محض باطل و نامعتبر ہیں۔ اور عبارت ہو تو رمضان مبارک میں ایک مسلمان غیر فاسق کی گواہی درکار ہے کہ اور باقی مہینوں میں دو ثقہ عادل کی اور مطلع صاف ہو تو سب مہینوں میں ایک جماعت عظیم کی ان استثنوں کے ساتھ جو ہم نے اپنے فتاویٰ میں منقح کیے ہیں یا شہادت علی الشہادت ہو یا شہادت علی الحکم ہو یا استفاضہ شرعیہ ہو۔ ان سب کا روشن بیان بالتفصیل ہمارے رسالہ طرق اثبات الہلال میں ہے جسے تفصیل دیکھنی ہو اسے دیکھے کہ اس میں تمام طرق مقبولہ و مردودہ کا کامل بیان ہے۔ بغیر شرعی طریقے سے ثبوت ہو تو فاصلے کا کچھ لحاظ نہیں اگرچہ ہزاروں میل ہو۔ در مختار میں ہے یلزم اہل المشرق برؤیۃ اہل المغرب اذا ثبت عندہم رؤیۃ اولئک بطریق موجب

بے ثبوت شرعی قضا لازم

جو لوگ بغیر ثبوت شرعی کے ثبوت ان کر عید کا لیں تو ان پر ایک روزے کی قضا لازم ہے اگرچہ واقع میں وہ دن عید ہی کا ہو مگر یہ کہ بعد کو ثبوت شرعی سے اس دن کی عید ثابت ہو جائے تو اب اس روزے کی قضا نہ ہوگی مگر بے ثبوت شرعی عید کر لینے کا گناہ رہے گا جس سے توبہ کریں۔ بالجملہ جب ثبوت شرعی سے یقینا بلکہ ایک دن جس کا ہم نے روزہ نہ رکھا رمضان کا تھا تو ان پر اس کی قضا فرض ہوگی چاہے ہم ۲۹ رکھ چکے ہوں۔ روزہ نہیں اگرچہ ۲۹ ہی رکھے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ جلد ۴ ص ۱۰۲)

خبر اور شہادت

اخبار محض شہادت میں نامقبول ہے اس کے معنی اور معنیٰ کیا ہیں اور شہادت شرعیہ کسے کہتے ہیں؟

الجواب:۔ کسی بات کی خبر ان لفظوں سے دینی جو کسی ایسے لفظ سے خالی ہوں جس کا ہونا شریعت مطہرہ نے اس معاملہ کی شہادت میں رکھا ہے اخبار محض ہے مثلاً یہ کہنا کہ فلاں جگہ چاند ہوا یا آج چاند لوگوں نے دیکھا اخبار محض ہے کہ رمضان المبارک میں بھی معتبر نہیں اور عیدین میں بے لفظ اشہد یہ کہنا بھی کہ میں نے چاند دیکھا اخبار محض ہے کہ رمضان المبارک میں بھی معتبر نہیں اور عیدین میں بے لفظ اشہد یہ کہنا بھی کہ میں نے چاند دیکھا اخبار محض ہے۔ برامر مین شرعی شریعت نے اس بر صحت شہادت کے لیے رکھی ہیں جب شہادت ان کی جامع ہو شرعیہ ہے مثلاً زنا میں تین تو عادل مردوں کی شہادت شہادت شرعیہ نہیں ہلال عید میں ایک ثقہ عادل کی شہادت شرعیہ نہیں رمضان میں ذمی بلکہ کفار و مرتدین اور بد مذہب لوگوں کا تحریر و لفظ کے ساتھ شہادت دینا کہ آج ہم نے اس مہینہ کا ہلال دیکھا شہادت شرعیہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ھ۔ شہادت کی دو صورتیں ہیں جن میں بلفظ اشہد

شہادت دینا ضرور ہے تو کیا خاص یہی لفظ ہو یا اس کا صرف اردو و فارسی وغیرہ کا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے، جیسے میں شہادت دیتا ہوں یا گواہی دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ بینوا توجروا

الجواب :۔ ترجمہ بھی کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(احکام شریعت ص ۲۱۶)

عرض :۔ اثبات ہلال میں تار پر اعتماد ہو گا یا نہیں؟

ارشاد :۔ میرا رسالہ "ازکی الاہلال" ملاحظہ فرمائیے جس میں بدر کی طرح روشن کیا گیا ہے کہ رویت ہلال میں تار اور خط وغیرہ کی خبر معتبر نہیں ——— اول تو یہاں تحریر ہی کہاں۔ دوم خط خود کب معتبر، تمام کتابوں میں تصریح ہے "الخط یشبہ الخط" "الخط لا یعمل بہ"

(الملفوظ حصہ دوم ص ۴۶)

علماء اور ریاست

جہاں ریاست کا قانون اسلامی نہیں ان بلاد میں جو عالم دین سنی المذہب سب سے زیادہ علم فقہ رکھتا ہو، وہ بحکم شرع (بلحاظ مرتبہ) سردار مسلمانان ہے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنی دینی باتوں میں اسی کی طرف رجوع کریں اور اس کے فتووں پر عمل کریں۔ چاند دیکھنے والے پر بھی واجب ہے کہ اس وقت اس کے حضور حاضر ہو کر ادائے شہادت کرے۔

● ۔ آجکل اسلامی ریاستوں میں بھی قضاۃ و حکام اکثر بے علم ہوتے ہیں تو عالم دین ان پر مقدم اور وقت اختلاف فتویٰ عالم پر ہی عمل واجب۔

● علم دین فقہ و حدیث ہے منطق و فلسفہ کے جاننے والے علماء نہیں، یہ امور (رویت وغیرہ) متعلق بہ فقہ ہیں تو جو فقہ میں زیادہ ہو وہی بڑا عالم دین ہے۔ مگر سنی المذہب کہ فاسد العقیدہ جہل مرکب میں گرفتار جو جہل بسیط سے ہزار درجہ بدتر خصوصاً منکرین فقہ کہ فقہ فتنے میں ان پر اعتماد تو ایسا ہے جیسے چور کو پاسبان بنانا۔

اعلان میں احتیاط

جس شام احتمال ہلال ہو، جب تک حکم حاکم شرعی یا فتوائے عالم دین نہ ہو ہرگز ہرگز کسی وجہ سے بندوقیں یا آواز کی آتشبازی اپنے دنیوی کاموں کے لئے بھی سر نہ کریں۔ کیونکہ اگر ثبوت شرعی ہو گیا اور حاکم شرع نے حکم دے دیا جب تو یہ فعل مستحسن ہے کہ ایک نیت صالحہ سے کیا جاتا ہے اور آتشبازی کا ناجائز ہونا بوجہ اضاعت مال تھا یہاں جاری نہیں کہ بعد غرض محمود کے اضاعت کہاں، ورنہ دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اعلان ہلال کے سوا اور کسی وجہ سے یہ فعل کریں، مثلاً دوست کے گھر بیٹھا ہوا بندوقیں سر کیں یا خالی بیٹھے مال ضائع کرنا چاہا، ہوائیاں ناڑیاں تومڑیاں چھوڑیں، یہ ممنوع ہے کہ اس میں مسلمانوں کو دھوکا ہو گا دوسرے یہ کہ جو جاہلوں نے اپنے جاہلانہ مسئلوں سے بے حکم حاکم و فتویٰ عالم اپنے نزدیک رویت کی خبر ٹھیک جان کر پٹاخہ بازی شروع کر دی یہ اور بھی زیادہ ناجائز و حرام ہے کہ منصب رفیع شرع پر جرأت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جاہلوں نے علم کے بغیر فتوے دیا پس خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا" نیز فرمایا علم و تحقیق کے بغیر فتوے پر جرأت کرنے والا دوزخ پر جرأت کرتا ہے

اہل ہیئت و محکمہ موسمیات

اہل ہیئت (محکمہ موسمیات) کی بات کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ عادل ہوں۔ نہ (بے ثبوت شرعی) انھیں خود اس پر عمل جائز، اہل ہیئت وہ لوگ ہیں جو آسمانوں کے حال اور ستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں۔ وہ اپنے حساب سے بتاتے ہیں کہ فلاں دن رویت ہلال ہو گی

فلاں مہینہ ۲۹ کا ہو گا۔ فلاں نہیں کا۔ پھر ان کی بات کہ ایک حساب ہے۔ ٹھیک کبھی پڑتی ہے۔ پر صحیح مذہب میں اس کا کچھ اعتبار نہیں، اگرچہ وہ ثقہ و عادل ہوں اگرچہ ان کی جماعت کثیر یک زبان ایک ہی بات پر اتفاق کرے"

چاند کا بڑا ہونا

ہلال کے بڑے ہونے کا کچھ خیال نہ چاہیئے بہت لوگ چاند کو بڑا دیکھ کر کہنے لگتے ہیں کہ کل کا ہے یا آج ۲۹ نہ تھی ۳۰ تھی۔ کہ ۲۹ کا چاند اتنا بڑا نہیں ہوتا۔ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ شرعی معاملے تو اور رہے کہ وہاں قیاسی باتوں کا دخل نہیں اور بطور علم ہیئت ہی چلئے تو انشاء اللہ تعالیٰ فقیر ثابت کر سکتا ہے کہ ۲۹ کا چاند بعض ...... ۳۰ کے چاندوں سے بڑا ہونا ممکن۔ اقوال اور سب سے بڑھ کر دافع اوہام یہ ہے کہ طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من اقتراب الساعۃ انتفاخ الاہلۃ قرب قیامت کا ایک اثر یہ ہے کہ ہلال بڑے نظر آئیں گے اور معجم اوسط میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من اقتراب الساعۃ ان یری الہلال قبلا فیقال لعلہ للیلتین الحدیث قرب قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ ہلال سامنے ہی نظر پڑے گا۔ دیکھنے والے کہیں کہ دو رات کا ہے۔ صحیح مسلم شریف میں ابوالبختری سے مروی ہے کہ ہم عمرے کو نکلے بطن نخلہ میں ہلال دیکھا۔ کسی نے کہا تین رات کا ہے، کسی نے کہا دو رات کا ہے۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حال عرض کیا۔ فرمایا تم نے کس رات دیکھا ہم نے کہا۔ فلاں رات۔ کہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان اللہ تعالیٰ مدہ للرؤیۃ فہو للیلۃ رأیتموہ۔ اللہ تعالیٰ نے اسی رویت پر موقوف فرمایا ہے تو (بقواعد شرعی) جس رات تم نے دیکھا اسی رات کا ہے" (اور اسمیں وہم و قیاس کا کوئی دخل نہیں)۔

چاند سے منہ پھیرنا

چاند دیکھ کر منہ پھیر لے۔ حدیث میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا رأی الہلال صرف وجہہ عنہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے اپنا منہ اس کی طرف سے پھیر لیتے، رواہ ابوداؤد عن قتادہ مرسلاً شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ کفار نے اس کی عبادت کی اور شرع میں اسے دیکھ کر اللہ جل جلالہ سے دعا کرنی آئی تو پسندیدہ ہوا کہ منہ پھیر کر دعا کی جائے تاکہ کفار سے مشابہت نہ لازم آئے واللہ و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وسلم۔

(البدور الاجلہ)

(ماخوذ رفاہ مصنفے) ———

پاکستانی حضرات کیلئے اہم اعلان

عبدالغفار صاحب اکبر بازار خانیوال کے بارے میں اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کو نوری کرن سے متعلق یا رضوی کتب خانہ بریلی کی کتابوں سے متعلق کوئی رقم نہ بھیجی جائے ورنہ ادارہ ذمہ دار نہ ہو گا۔ اب تمام رقم مفتی احمد یار خان صاحب کتب خانہ نعیمیہ گجرات کے پتہ پر روانہ کریں۔
منیجر

چاند کے شرعی احکام و مسائل

(از تبرکات نائب اعلیحضرت صدر الشریعت حضرت مولانا شاہ محمد امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

دیگر معاملات کی طرح آجکل لوگوں نے چاند کا مسئلہ بھی معمولی سمجھ لیا ہے اور ہر جاہل و نادان اور فاسق و بیباک شخص اس معاملہ میں اپنے کو مفتی مجتہد خیال کرتا ہے حالانکہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور رویت و شہادت کے سلسلہ میں شریعت کا ایک مستقل باب ہے جسمیں نہایت اہم مسائل کا بیان ہے جن میں سے بعض مسائل درج ذیل ہیں "پڑھیے" اور اس کی اہمیت کا اندازہ لگائیے ان مسائل کو یاد رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ عوام تو عوام بعض علماء بھی ان سے ناواقف ہیں اور اسی ناواقفیت و جہالت کے باعث لوگ اس سلسلے میں آزادی و بیباکی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ (ادارہ)

مسئلہ: پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ شعبان کا اسلئے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تیس پورے کرکے رمضان شروع کریں اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذیقعدہ کا ذی الحجہ کے لیے اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لیے (فتاوی رضویہ)

مسئلہ: شعبان کی ۲۹ کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کرکے رمضان کا مہینہ شروع کریں (عالمگیری)

مسئلہ: جو شخص علم ہیئات جانتا ہے اس کا اپنے علم ہیئات کے ذریعہ کہہ دینا کہ آج چاند ہوا یا نہیں ہوا کوئی چیز نہیں اگرچہ وہ عادل ہو۔ اگرچہ کئی شخص ایسا کہتے ہوں کہ شرع میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اعتبار ہے (عالمگیری)

مسئلہ: ابر اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ مستور یا عادل شخص سے ہوجاتا ہے وہ مرد ہو خواہ عورت آزاد ہو یا باندی غلام یا اس پر تہمت زنا کی حد ماری گئی ہو جبکہ توبہ کرچکا ہے۔ عادل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبائر گناہ سے بچتا اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو، جو مروت کے خلاف ہے۔ مثلاً بازار میں کھانا اور مستور وہ کہ جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے مگر باطن کا حال معلوم نہیں (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: فاسق (جو گناہ کبیرہ کا مرتکب یا صغیرہ پر مصر ہو) اگرچہ رمضان کے چاند کی شہادت دے اسکی گواہی قابل قبول نہیں (درمختار)

مسئلہ: جس شخص عادل نے رمضان کا چاند دیکھا اس پر واجب ہے کہ اسی رات شہادت ادا کرے یہاں تک کہ لونڈی یا پردہ نشین عورت نے چاند دیکھا تو اس پر بوقت ضرورت جبکہ اس کی گواہی کے بغیر ثبوت مکمل نہ ہوسکتا ہو اسی رات گواہی دینا واجب ہے (درمختار)

مسئلہ: اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لیئے لوگوں سے کہا کہ یہ سب طریقے ناکافی ہیں (کیونکہ گواہوں نے اپنی چشم دید شہادت نہیں پائی گئی (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: کسی نے خود تو چاند نہیں دیکھا مگر دیکھنے والے نے اسے اپنی شہادت کا گواہ بنایا تو اس کی شہادت کا وہی حکم ہے جو چاند دیکھنے والے کی گواہی کا ہے جبکہ شہادت علی الشہادت کے تمام شرائط پائے جائیں (عالمگیری)

مسئلہ: گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی قاضی (مفتی شرع) ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کرکے شہادت ادا کرے۔ اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے (عالمگیری)

مسئلہ: گاؤں میں دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع ناصاف ہے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس شہادت دیں تو گاؤں والوں سے کہیں اگر یہ عادل ہو لوگ عید کرلیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔ رہا یہ کہ اس کے لیئے کتنے لوگ چاہئیں یہ قاضی کے متعلق ہے جتنے گواہوں سے اسے غالب گمان ہوجائے حکم دے دیگا مگر جبکہ بیرون شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے تو ایک مستور کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کرلیا جائے گا (درمختار وغیرہ)

مسئلہ: مطلع ناصاف ہے تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیئے دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں کسی پر تہمت زنا کی حد نہ قائم کی گئی ہو اگرچہ توبہ کرچکا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ لفظ کہے میں گواہی دیتا ہوں (عامۂ کتب)

مسئلہ: تنہا امام (بادشاہ اسلام) یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انھیں عید کرنا حکم دینا جائز نہیں (درمختار)

مسئلہ: دن میں ہلال دکھائی دیا زوال سے پہلے یا بعد بہرحال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا۔ یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں لہذا آج کا روزہ فرض نہیں (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لیئے نہیں بلکہ تمام جہان کے لیئے ہے مگر دوسری جگہ کے لیئے اس کا حکم اس وقت ہے کہ ان کے نزدیک اس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہوجائے یعنی دیکھنے کی گواہی یا قاضی کے حکم کی شہادت گزرے یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے اور وہاں لوگوں نے روزہ رکھا ہے یا عید کی ہے (درمختار)

مسئلہ: یہاں مطلع صاف تھا مگر دوسری جگہ ناصاف تھا وہاں قاضی کے سامنے شہادت گزری۔ قاضی نے چاند ہونے کا حکم دیا۔ اب دو یا چند آدمیوں نے یہاں آکر جہاں مطلع صاف تھا۔ اس بات کی گواہی دی کہ فلاں قاضی کے یہاں دو شخصوں نے فلاں رات میں چاند دیکھنے کی گواہی دی اور اس کے قاضی نے ہمارے سامنے حکم دیا اور دعویٰ کے شرائط بھی پائے جاتے ہیں تو یہاں کا قاضی بھی ان شہادتوں کی بنا پر حکم دے دے گا۔ (درمختار)

مسئلہ: کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے متعدد جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے اس کی خبر دی کہ فلاں دن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے رویت کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کیے تو یہاں والوں کے لیئے بھی ثبوت ہوگیا (درمختار)

مسئلہ:۔ تار یا ٹیلیفون سے رویت ہلال ثابت نہیں ہوسکتی نہ بازاری افواہ اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپا ہونا ثبوت ہے کیونکہ یہ محض ایک خبر ہے شہادت نہیں۔ فقہاء نے خط کا تو اعتبار ہی نہ کیا اگرچہ کاتب کے دستخط و تحریر پہچانتا ہو اور اس میں اسکی مہر بھی ہو کہ الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مہر مہر کے تو کجا تار (واللہ تعالٰی اعلم)

(نوٹ:۔ جیسے مذکورہ دلائل کی بنا پر ایک شہر سے دوسرے شہر کے لئے بذریعہ تار ٹیلیفون خط وغیرہ شرعاً رویت ہلال ثابت نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح ریڈیو سے بھی قطعاً ثابت نہیں ہوگی کیونکہ جیسے تار ٹیلیفون شرعی ثبوت کے تحت نہیں آتے اور ان کی خبر شہادت نہیں غرضکہ جس بناء پر تار ٹیلیفون خط وغیرہ ناقابل اعتماد ہے اور اس پر عمل خلاف شرع و ناروا ہے۔ ایڈیٹر)

یوم الشک

یعنی ابر وغیرہ کے باعث عدم رویت و شہادت کی صورت میں شعبان کی تیسویں تاریخ کو نفل خالص کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور نفل کے سوا کوئی اور روزہ رکھا تو وہ مکروہ ہے خواہ مطلق روزہ کی نیت ہو یا فرض کی یا کسی واجب کی، خواہ نیت معین کی ہو یا تردد کے ساتھ یہ سب صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر رمضان کی نیت ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ:۔ یوم الشک کے روزہ میں یہ پکا ارادہ کرے کہ یہ روزہ نفل ہے تردد نہ رہے یوں نہ ہو کہ اگر رمضان ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے ورنہ نفل کا یا یوں کہ اگر آج رمضان کا دن ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے ورنہ کسی اور واجب کا کہ یہ دونوں صورتیں مکروہ ہیں اور یوں بھی نیت نہ کرے کہ یہ دن رمضان کا ہے تو روزہ ہے ورنہ روزہ نہیں کہ اس صورت میں تو نہ نیت ہی ہوئی نہ روزہ ہوا۔ اور اگر نفل پورا ارادہ ہے مگر کبھی کبھی دل میں یہ خیال گزر جاتا ہے کہ شاید آج رمضان کا دن ہو تو اس میں حرج نہیں۔

(عالمگیری درمختار ردالمحتار)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت مفتیان شریعت اس مسئلہ میں کہ رویت ہلال کے سلسلے میں ایک سنی صحیح العقیدہ قاضی القضاۃ یا بادشاہ اسلام نہایت تحقیق و احتیاط سے رویت ہلال کا ثبوت لیکر ریڈیو سے اعلان کردے تو کیا اس اعلان پر پورے ملک پر روزہ رکھنا اور عید منانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب سے مطلع فرمائیں۔ فقیر محمد حسن علی قادری رضوی میلسی پاکستان

الجواب:۔ مکرمی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میرے نزدیک شرعاً ریڈیو کی خبر غیر معتبر ہے اگرچہ قاضی القضاۃ خود بنفسہ اس کے ذریعہ اعلان کرے جس کو میں اپنے رسالہ انتفاء المحال میں مختصراً لکھ چکا ہوں میری طبیعت علیل ہے اسلئے زائد نہیں لکھ سکتا فقط والسلام

فقیر مظہر اللہ غفرلہ امام جامع مسجد فتحپوری دہلی (رحمۃ اللہ علیہ)

...... السلام علیکم آپ کے استفسار کے جواب میں مولانا شاہ محمد اجمل صاحب مفتی سنبھل مرحوم کا رسالہ اجمل المقال ارسال کررہا ہوں والد صاحب کا یہی مسلک ہے فتویٰ عنقریب حاضر کروں گا۔ یہ رسالہ آپ کے مقصد کے مطابق بہت مدلل ہے۔

(صاحبزادہ) محمد محمود قادری رضوی (ابن مولانا مفتی رفاقت حسین صاحب مدظلہ) کانپور

ہلال عید و رمضان کے متعلق ریڈیو وغیرہ کی خبر کے بارہ میں

ایک غلط فتویٰ کا محاسبہ اور مدلل و تحقیقی جواب

(ماخوذ از [illegible] مصطفےٰ)

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ہلال رمضان یا عید کا اعلان ریڈیو سے سنا جائے اور علمائے [illegible] ہر مقام پر کسی خاص دن کی سہولت کو دیکھتے ہوئے ریڈیو کی خبر پر عید کرنا جائز ہے یا نہیں بحوالہ فقہ حنفی کے فتویٰ مرحمت فرمائیے۔

جواب:۔ فقہ حنفی کے مشہورہ کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق ہونا چاہیئے با [illegible] لہذا تحریر کی ہے کہ [illegible] نہیں ثابت والد علی [illegible] تحقیق [illegible] علی [illegible] اور سماع صورت [illegible] المصر کی بنا پر فقہ حنفیوں کے لوگوں کے عمل کرنے کو جائز رکھا ہے۔ (۲) مولانا عبد الحی لکھنوی نے اپنے فتاویٰ جلد دوم صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے کہ اگر بلاد مختلفہ سے بہت سے خطوط یا تاریں آئیں جن سے خبر رویت ہلال حد استفاضہ کو بنزلہ تواتر کے پہنچ جائے تو بموجب اس کے عمل کرنا چاہیئے (۳) امام احمد بن حنبل اور مالکی کا مذہب شرح السادی جلد [illegible] صفحہ [illegible] پر یہ لکھا ہے کہ اگر چاند بادشاہ کے ہاں ثابت ہوجائے اور وہ حکم دیدے تو کل مملکت کے لوگوں پر اس کی تعمیل لازم ہوجائے گی کیونکہ پوری مملکت بادشاہ وقت کے حق میں مثل ایک شہر کے ہے ان حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر خطوط و ٹیلیفونوں اور تاروں وغیرہ کا اطمینان ہوجائے اور ریڈیو پر اس کا اعلان کردیا جائے تو اسکی تعمیل رمضان و عید میں سب لوگوں کو کرنی چاہیئے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم و احکم۔ کتبہ مفتی ......

جواب الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اللّٰھم اجعلنا من حماۃ الدین ولا تجعلنا من حماۃ السلاطین بحرمۃ سید خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اما بعد فقہ حنفی کے متون مرویہ و مشہورہ کی تصحیح روایات کے مطابق ثبوت ہلال صوم و فطر کے لیے رویت یا شہادت حسبہ علی رویۃ اہل بلدۃ اخریٰ یا شہادت علی حکم القاضی بطریق موجب شرعی کا ہونا ضروری ہے اور ثبوت کا ایک طریقہ استفاضہ بھی ہے جس کی تفسیر میں فقہائے جماعات متعددہ کا بلاد اخریٰ سے آکر اس شہر میں ان جماعات کے ہر ایک شخص کا بیان کرنا کہ میں نے خود وہاں لوگوں کو چاند دیکھ کر روزہ رکھتے دیکھا بیان کیا ہے نصہ معنی الاستفاضۃ ان تاتی من تلک البلدۃ جماعات متعددون کل منھم یخبر عن اھل تلک البلدۃ انھم صاموا عن رؤیۃ (شامی جلد دوم) اور طحطاوی حاشیہ درمختار میں غالب اہل البلد یا نصف اہل بلد کا بیان کرنا خبر قرار دیا ہے۔ نصہ ادیستفیض الخبر والظاہر انہ یعتبر فیہ تحدث غالب اہل البلد او نصفھم۔ ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ فقہاء کی مراد استفاضہ سے دوسرے شہروں کی وہ مستفیض خبریں ہیں جو کہ اس شہر میں دوسرے شہر کی جماعت متعددہ یا غالب اہل بلد یا نصف اہل بلد کے ذریعہ موصول ہوئی ہوں اور ان میں سے ہر ایک شخص یہ بیان کرے کہ میں نے خود وہاں لوگوں کو چاند دیکھنے کی وجہ سے روزہ رکھتے دیکھا ہے اور متفرق بلاد و جماعت کے

اکے دکے خطوط یا تار یا ٹیلیفون جو ملکر بہت ہو جائیں ان کو یا ریڈیو کی خبر کو "استفاضہ" کا ہم معنی قرار دیکر اس پر حکم دینا صریح مجازفت اور متون معروفہ و مشہورہ کے "مفتی بہ قول" کے مخالف ہے جو سلف و خلف کسی سے بھی منقول نہیں اس وضاحت کے بعد اب "مفتی" صاحب کے دلائل کا نمبروار جواب ملاحظہ فرمائیے

(۱) علامہ شامی ... نے حاشیہ بحر و در مختار میں امارات والہ یعنی رویت مثل تعلیق القنادیل علی المنابر فی المصر اور سماع صوت مدافع فی المصر کی بنا پر بعد حصول غلبہ ظن ملحقہ بستیوں کے لوگوں کے عمل کرنے کو جو جائز لکھا ہے تو وہ ایک تو صوم کے ساتھ مختص ہے یلزم اھل القری الصوم الخ اس کو ثبوت شہر فطر میں بھی کرنا درست نہیں دوسرے یہ شہر کی ملحق قریبی بستیوں کے لئے ہے تاکہ اگر شک و شبہ واقع ہو تو خود شہر جاکر تحقیق بھی کر سکے بلاد بعیدہ کے لئے قطعاً نہیں۔ تیسرے یہ حالت اضطرار میں تحری لا فطار یوم کے لئے ہے جیسے کرنا کی نے تتمہ میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ چوتھے یہ روایت محضہ ہے۔ کسی اہل ترجیح سے منقول نہیں کہ سماع صوت مدافع اور رویت قنادیل بھی طریق موجب میں سے ہے۔ من ادعیٰ فعلیہ البیان۔

(۲) مولانا عبد الحیؒ۔ کے مجموعۃ الفتاویٰ میں ایک آدھ فتویٰ ایسا ملتا ہے جس کے ابہام و ایہام سے کثرت خطوط وغیرہ کا باب صوم میں معتبر ہونا لکھا ہے مگر جو لوگ مولانا صاحب مرحوم کے فتاوی کی مزاولت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ مولانا صاحب کے مجموعہ کے اکثر فتاوی خود آپس میں متعارض ہیں۔ خود اسی بحث میں مولانا کے اس فتوے مندرجہ بالا ص ۱۸۶ ج اول کے ساتھ فتوی نمبر ۳۱ ص ۲۷۶ اور فتوی نمبر ۲۴۳ جلد اول ص ۳۸۹ اور فتاوی نمبر ۱۶ جلد دوم ص ۱۲۵ صاف متعارض ہیں، ملاحظہ ہو ص ۲۷۶ جلد اول سوال نمبر ۳ مختصراً۔ شہادت خطوط سے ثبوت رمضانیت

ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو خط عامی کا طرف عامی کے یا خبر اخبار مطبوعہ کافی ہے یا کتاب القاضی الی القاضی ضرور ہے"

(۴) تار برقی سے رمضانیت و عید الفطر ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں"

جواب سوال نمبر ۳ و نمبر ۴ "اس باب میں صرف خبر تار یا تحریر خطی کافی نہیں جبتک کہ بطور کتاب القاضی الی القاضی کے تحریر نہ پہونچے قاعدہ الخط یشبہ الخط کا شمول ہے"

نیز ملاحظہ ہو ص ۳۸۹ جلد اول نمبر سوال "اعتبار اطلاعات ٹیلی گراف کا دربارۂ رویت ہلال کا کیا جاوے یا نہیں اور صورت اعتبار حکم صوم یا فطر دیا جائے یا نہیں الخ

الجواب۔ ھو الموفق للصواب بحسب ضوابط فقہ مجرد اخبارات تار وغیرہ درباب حکم صوم و افطار معتبر نہیں در مختار میں ہے فیلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب اذا ثبت رویۃ اولئک بطریق موجب انتہیٰ اور رد المحتار میں ہے قولہ بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشھادۃ او یشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر واللہ اعلم۔ نیز ملاحظہ ہو فتوی نمبر ۱۶ ص ۱۳۵ ج ۲ کہ "در بلاد متقاربہ حکم رویت یک بلدہ ببلدہ دیگر لازم خواہد شد بشرطیکہ ثبوت آں بطریق موجب شدہ باشد کان یتحمل الی قولہ۔ او یستفیض الخبر و معنی الاستفاضۃ ان تاتی من تلک البلدۃ جماعات متعددون کل منھم یخبر عن اھل تلک البلدۃ انھم صاموا عن رویۃ۔ الخ

ان تمام فتاوی میں مولانا مرحوم نے استفاضہ کے طریق موجب میں ثبوت رمضان کے لئے بھی خطوط و تاروں کی خبروں کو داخل نہیں کیا۔ لہذا ان کی موجو[دگی]

میں مولانا کی اپنی ہی تحقیق کے خلاف دربارۂ ہلال خطوط کے معتبر ہونے کا قول کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں جس مقام پر کثرت خطوط کا معتبر ہونا مذکور ہے۔ وہ روزہ کے متعلق ہے اور اس سے دربارۂ عید استدلال نہیں کیا جا سکتا نیز مولانا کے اس کثرت خطوط والے فتوے کی جس میں وہ منفرد ہیں، مولانا کے زمانہ میں ہی دوسرے محقق علماء نے تردید بھی چھاپ دی تھی دیکھو رسالہ "احسن المقال فی عدم اعتبار الخط فی رویۃ الھلال" مولانا مرحوم قلیل العمر اور کثیر التصانیف تھے، اس وجہ سے اپنی تحریروں میں پوری احتیاط اور نظر ثانی نہ فرما سکے۔ مولانا سید زاہد بن حسن کوثری مصری نے اپنی کتاب "التکت الطریفہ" مطبوعہ مصر ص ۱۶۵ پر مولانا عبد الحی لکھنوی مرحوم کی ایسی ہی عجلت پسندی کا ذکر صراحت سے کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ والشیخ لکھنوی یحب ان یتحاکم الیہ فی بعض المسائل ویتسرع فی الحکم قبل ان یستقصی فی البحث فلفت الانظار الی ذالک الخ

اور احسن المقال کے چند جملے بھی ملاحظہ ہوں لکھا ہے جناب مولانا عبد الحی صاحب کی عادت مبارک بعض جگہ یوں ہے کہ جس طرح رائے میں آگیا۔ اگرچہ خلاف مذہب ہو تحریر فرما دیتے ہیں کما لا یخفی علی من نظر فی حاشیہ شرح وقایہ و تعلیق الممجد وان رویۃ اھل عصر ر وابلیغا ص ۲۶ احسن المقال طبع مطبع مصطفائی بمبئی

(۳) ابن الماجشون کا فتح الباری میں جو یہ قول لکھا ہے۔ کہ و قال ابن الماجشون لا یلزمھم السوء الا ان یثبت عند الامام الاعظم فیلزم الناس کلھم لان البلاد فی حقہ کالبلد الواحد اذ حکمہ نافذ فی الجمیع (فتح ص ۱۰۵ ج ۴) تو اول تو فتح الباری اور نیل الاوطار ہمارے متون معروفہ و مشہورہ تو کیا۔ کتب مذہب حنفی میں سے بھی نہیں۔ دوسرے ابو مروان عبد الملک ابن الماجشون متوفی ۲۱۲ھ کا

یہ قول خود مذہب مالک کے مخالف ہے جو یہ ہے قال القرطبی قد و قال شیوخنا اذا کانت رویت الھلال ظاھرۃ قاطعۃ بموضع ثم نقل الی غیرھم بشہادۃ اثنین لزمھم الصوم (ص ۱۰۵ ج ۴ فتح الباری)۔ تو لزوم صوم کے لئے احناف و شوافع کی مالکیہ کا بھی یہی مذہب مختار ہے۔ کہ ثبوت صوم بطریق موجب (شہادت) ہونا چاہیئے بلکہ یہ تمام بحث ثبوت شہر صوم کے ضمن میں ہے۔ اور صوم و فطر کے احکام مختلف ہیں۔ دونوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا درست نہیں۔

اب انصاف کیا جائے کہ ایک جگہ (فتح و نیل) سے ابن الماجشون مالکی کے مخالف مذہب قول سے استدلال کرنا اور شامی کے قول فی باب الصوم یعنی سماع مدافع و رویت قنادیل معلقہ علی المنابر للقری القریبہ سے استناد بجوڑنا اور پھر کراچی ریڈیو کے اعلان عید الفطر کو سارے ملک و بلاد بعیدہ کے لوگوں کے لئے واجب العمل قرار دینا کتنی صریح ناانصافی ہے اور متون معروفہ مشہورہ کے مفتی بہ روایات کی کسقدر خلاف ورزی ہے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

غلبۂ ظن اور نصاب شہادت

غلبۂ ظن بھی وہی مسلم ہے جو صحیح مقتیان شرعیہ سے حاصل ہو اور کسی نصاب و ضابطہ شرعی کے ساتھ متصادم نہ ہو ورنہ ضابطہ شرعی کے مقابلہ میں محض اپنے غلبۂ ظن پر عمل کرنا جائز نہ ہوگا۔ دیکھئے جن معاملات مثلاً شہادت شہر شوال میں دو نیک آدمیوں کی شہادت نصاب ہے وہاں پر اگر ایک شخص کی شہادت سے غلبۂ ظن کی بجائے یقین خالص بھی حاصل ہوجائے تو بھی اس یقین پر عمل کرنا جائز نہیں چہ جائیکہ ریڈیو ٹیلیفون وغیرہ کی محض خبر پر عمل کیا جائے حضرت مولانا عبد اللہ بن عبد الرحمن السراج مفتی مکہ مکرمہ نے کیا عمدہ اصول بیان فرمایا ہے کہ "ان الطمانینۃ

العلامة من القرآن الخارجية لا تكفي لاثبات الحكم الشرعي لا ثبت الا من طريق عينها الشارع [illegible] بقوله لا تروه [illegible] يصوموا حتى يروه [illegible] فيجب عليهم ان [illegible] في الاكتفاء بالتبعة [illegible] الى شهادة عدل [illegible] فلا يجوز للقاضي ان يحكم على شهادة فيه الا ان يكون مع الصديق رضي الله عنه عدل آخر و [illegible] من علام اليمن ولا يجب [illegible] يحكم بمجرد شهادة منفردا والحاصل ان الظن الحاصل من شهادة الصديق رضي الله تعالى عنه [illegible] الحاصل [illegible] من الوجدان [illegible]

[illegible] اسی طرح اگر کسی [illegible] شہادت [illegible] حالانکہ جس درجہ کا غلبۂ ظن اپنے چشم دید سے حاصل ہوتا ہے وہ دوسروں کی شہادت سے نہیں ہو سکتا لیکن انہیں اپنے یقینی چشم دید پر عمل کرنے کی اجازت شریعت نے نہیں دی۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے رمضان کا چاند دیکھا مگر (بوجہ [illegible]) اس کی شہادت نہ مانی گئی اور اس دن روزہ رکھا (تو وہ خود تو روزہ رکھے) اور جب اس کے تیس پورے ہو گئے اور لوگ عید نہ کریں تو یہ اکتیسواں روزہ رکھے گا اور لوگوں کے ساتھ عید کرے گا تو دیکھئے جس درجہ کا غلبۂ ظن اپنی چشم دید سے حاصل ہو سکتا ہے دوسروں کی شہادت سے نہیں ہوتا لیکن اسے اپنی یقینی چشم دید پر افطار میں عمل کرنے کی اجازت شریعت نے نہیں دی نیز شرعاً کسی شخص کو یہ اجازت بھی نہیں ہے کہ وہ پانچ نمازوں کی چار کر دے یا بغیر چاند نظر آئے اپنی رائے یا حساب سے تیس روزوں کے اکتیس کر دے۔ اسی طرح جس جگہ چاند نظر آنے سے ایک دن پہلے [illegible] کہ ایک دن پہلے عید کرا دے ایسا [illegible] مفتی نے [illegible] فتوی بالکل خلاف تحقیق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ماخوذ رضائے مصطفیٰ)

ہمدردانِ پاسبانِ ملت کو بہار کہاں

[illegible] اگرچہ ادارہ پاسبان ملت سے بہت کم لوگ متعارف ہیں اور چند ہی حضرات نے اس کی [illegible] آیا پھر بھی ان چند حضرات کے تعاون سے [illegible] پر اس کی خدمات انجام پا رہی ہیں جن کا [illegible] ایک بہت بڑا حصہ باقی ہے گا [illegible] علاوہ دیگر تبلیغی خدمات کے بچوں کی ایک [illegible] گاہ کا بھی اجرا کیا گیا مگر بریلی جیسے [illegible] ابتدائی تعلیم کے لئے ایک بھی سنی درسگاہ نہیں جس کا نام حضور سیدی مفتی اعظم ہند مد ظلہ العالی نے [illegible] تجویز فرمایا ہے

جامعہ رضویہ مصدر اسلام

پرتاپ پورہ بریلی

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ سنیت کا مرکزی مقام اور اسلامی تعلیم سے اس کے بچے محروم، اغیار کے طعنے بھی جس کی غیرت کو نہ جھنجوڑ سکے ایسی خوابیدہ ہے جس قوم کی عزت کو بچانے کے لئے ادارہ پاسبان ملت نے دو مزید درسگاہیں قائم کرنے کا عزم کیا ہے جس کی تکمیل آپ حضرات کے تعاون پر منحصر ہے

دردمندانِ ملت سے گزارش ہے کہ فطرہ اور زکوٰۃ کے علاوہ بھی اپنی نیک کمائی کا کچھ حصہ دے کر ادارہ پاسبان ملت کا ہاتھ بٹائیں

امدادی رقوم بنام اقبال احمد مدیر نوری کرن کو بھیجنا چاہئے

ادارہ پاسبان ملت معرفت دفتر نوری کرن بریلی

رویت ہلال سے متعلق مقتدر علمائے ہند و پاک کے فتاوے

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب

[illegible] مہینے کے پچیسویں [illegible] کے [illegible] دن پہلے [illegible] ریڈیو [illegible] کر کے [illegible] ان [illegible] رمضان [illegible] تار [illegible] شہادت [illegible]

استاذ العلماء علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب

حزب الاحناف لاہور

رویت ہلال میں خط یا تار یا افواہ یا کہیں سے دو چار شخصوں کا لکھ دینا یا کہہ دینا کہ وہاں چاند ہوا ہے اصلا معتبر نہیں۔ ریڈیو ٹیلیفون کے ذریعہ جو خبر موصول ہو اس پر بھی عمل ناروا ہے، کیونکہ یہ شہادت نہیں، شہادت میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

جن لوگوں نے محض ریڈیو کی خبر پر (۳۰) شعبان کا روزہ رکھا انہوں نے حدیث صحیح کے خلاف کیا اور وہ گنہگار ہوئے یوم الشک (یعنی ۳۰ شعبان) میں روزہ رکھنا ممنوع ہے ان کو شہادت شرعی سے کر عمل کرنا چاہئے تھا، اور جنہوں نے ریڈیو پر اعتماد نہ کیا اور انتیس کے بعد [illegible] روزہ رکھا ان کو شہادت شرعی لیکر عمل کرنا چاہئے تھا اور جنہوں نے ریڈیو پر اعتماد نہ کیا اور انتیس کے

[illegible] بلا شہادت [illegible] اگر یہ [illegible] ثبوت شرعی [illegible] تھا ان پر [illegible] دوبارہ [illegible] ریڈیو کی بنا پر روزہ نہ رکھیں

محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب لائل پور

ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلی گرام، وائرلیس، اخبارات کا اعلان [illegible] ہلال [illegible] شرعاً معتبر نہیں۔ ہلال فطر کے ثبوت کے طریقے [illegible] ہیں۔ شرعی شہادت یا شہادت علی الشہادت یا شہادت علی حکم القاضی یا خبر مستفیض اور ریڈیو، ٹیلیفون، تار، خط، اخبارات ان تین طریقوں میں سے ایک طریقہ بھی نہیں اور ہلال رمضان کے ثبوت کے لئے ابر و غبار کے دن ایک مسلمان کی گواہی مستور یا عادل کافی ہے مگر آلات مذکورہ کی خبر اس میں معتبر نہیں۔ فقہاء نے تصریح فرمائی ہے ان النغمة تشبه النغمة یعنی آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم

مولانا ابو الحسنات محمد احمد صاحب مرحوم لاہور

۲۲ اپریل ۱۹۵۵ء بروز جمعہ بوقت ۲ بجے شام محکمہ اسلامیات میں رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں مولانا مرحوم کے علاوہ ہر مکتب فکر کے علماء اور سرکاری مندوبین بھی شریک تھے۔ ۲۹ شعبان کو چونکہ لاہور میں ابر تھا، لاہور کے علاوہ دیگر مقامات پر رویت کی اطلاع ریڈیو وغیرہ سے آچکی تھی۔ سرکاری مندوبین نے

دباؤ ڈالکر علماء کرام کو مجبور کرنا چاہا کہ ٹیلیفون اور ریڈیو کی خبروں پر اعتماد کر کے کمیٹی اپنا ہوا فیصلہ دیدے۔ مولانا مرحوم نے فرمایا کہ حکومت جو قدم اٹھانا چاہے اٹھا سکتی ہے ہم کیا رکاوٹ پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم باختیار خود شریعت مطہرہ کے کسی قانون کے خلاف ہرگز فیصلہ نہیں دے سکتے شریعت مطہرہ ریڈیو، ٹیلیفون وغیرہ کے ذریعہ خبر کو شہادت کا درجہ نہیں دیتی اور رویت میں شہادت شرط ہے لیکن سرکاری مندوبین کو ماننا تھا نہ مانے۔ دوسرے روز (اتوار) کو علی الصبح متعدد عینی شہادتیں آگئیں جن پر علماء کرام نے فیصلہ دیا (رپورٹ مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان اگست ۵۴ء تا اپریل ۱۹۵۵ء)

مولانا مفتی احمد یار صاحب گجرات

● نئے چاند میں ان (ریڈیو۔ تار۔ خطوط۔ ٹیلی فون وغیرہ) میں سے کسی چیز کا اعتبار نہیں۔ اور ان سے چاند کا شرعی ثبوت نہ ہوگا۔ نہ شرعی احکام اس پر مرتب ہونگے ● گواہی میں عدد کی بھی ضرورت ہے اور تقویٰ کی بھی قید اخبار ریڈیو میں یہ شرطیں گم ہیں ● اخبار یا ریڈیو جماعت کثیرہ نہیں۔ غرضکہ ریڈیو، اخبار، تار وغیرہ کی خبریں شرعاً قابل احترام نہیں کیونکہ ان میں قبول کی شرعی شرطیں موجود نہیں ۔۔۔ ریڈیو پر بولنے والا نہ تو گواہی کا لفظ بولتا ہے، نہ متقی صالح ہونا اس کا یقینی ہے نہ قاضی کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے نہ وہاں گواہی کا نصاب ہے نہ وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے چاند خود دیکھا بلکہ صرف خبر دیتا ہے کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا لہذا ریڈیو کا یہ اعلان نامعتبر ہے ۔۔ فقہا کے نزدیک خط۔ مہر تحریر پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے تار اور ٹیلیفون تو بالکل ہی قابل اعتبار نہیں اور جو خرابیاں اور دشواریاں تار و ٹیلیفون میں ہیں۔ اس سے زیادہ دشواری ریڈیو میں موجود ہے۔ یہ نئے آلات خبر رسانی میں تو کام آسکتے ہیں مگر شرعی شہادت تو اس میں معتبر نہیں ہوسکتے، لہذا ریڈیو سے اعلان کا کوئی اعتبار نہیں (فتاوی نعیمیہ)

مولانا عارف اللہ صاحب راولپنڈی

۲۹ شعبان المعظم ۱۰ مارچ بروز منگل راولپنڈی میں رویت نہ ہوئی حضرت خطیب اعظم (مولانا عارف اللہ صاحب) نے اعلان کردیا کہ کل روزہ نہ ہوگا۔ ریڈیو پاکستان کے اعلان پر کہ لاہور پشاور سیالکوٹ میں چاند نظر آگیا عوام میں اختلاف شروع ہوگیا لیکن حضرت خطیب صاحب نے صاف فرمادیا کہ جب تک معتبر شہادت نہ ملے گی روزہ کا اعلان نہیں ہوسکے گا۔ بعض مساجد میں کہ مساجد نے اس بات میں اصول دین سے ناواقفیت کی بناء پر عوام کے کہنے پر اور بعض نے ریڈیو کی اطلاع پر تراویح بھی پڑھا ڈالیں۔ ۱۳ مارچ جمعہ کو حضرت خطیب اعظم نے تقریر کرتے ہوئے چاند کے متعلق بتایا کہ جب کسی معاملہ کے متعلق دنیا کی کسی عدالت میں خط، تار، ٹیلیفون اور ریڈیو کی شہادت قابل قبول نہیں ہوتی تو ہم اپنے دین کے اہم معاملات کے متعلق ان ذرائع پر کس طرح اعتماد کرسکتے ہیں۔ اسلام نے ہمیں دین و دنیا کے تمام معاملات کے متعلق ایک مکمل ضابطہ عطا فرمایا ہے۔ ہمیں اپنے ہر معاملہ کو اللہ جل وعلا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرنا چاہیے اور جو فیصلہ وہاں سے ہو اس پر عمل کرنا چاہیے۔ نہ ہم جہاز میں بیٹھ کر چاند دیکھنے کے مکلف ہیں نہ اسکی حاجت کہ فلاں شہر میں چاند ہوگیا۔ جہاں چاند ہو روزہ رکھیں۔ جہاں نہ چاند ہو نہ شہادت ان پر نہ روزہ نہ تراویح

(ماہنامہ سالک راولپنڈی اپریل ۱۹۵۹ء) صـ ۴۶

مولانا محمد خلیل صاحب خطیب "وزیر خاں" لاہور

لاہور ۱۶ فروری مولانا ابو الحسنات سید خلیل قادری

حکومت سے اپیل کی ہے کہ آئندہ کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ رویت ہلال کے سلسلہ میں اختلاف ختم ہو جائے آپ نے ایک بیان میں بتایا کہ حکومت وزارت داخلہ نے عید کے چاند کا ریڈیو پر جب اعلان کیا تو علماء کرام نے اس اعلان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لاہور سے رویت ہلال کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ ڈھاکہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور سرگودھا میں چاند دیکھا گیا ہے، لیکن علماء نے یہ قبول کرنے سے بھی انکار کردیا۔ رات کے گیارہ بجے کے قریب اطلاع ملی کہ اکاڑہ میں چاند دیکھا گیا ہے اس پر میں مولانا محمود احمد رضوی اور چودھری خادم حسین کے ساتھ بذریعہ کار اکاڑہ گیا اور وہاں عینی شہادتیں حاصل کیں ہم صبح پانچ بجے لاہور واپس پہنچے اور علماء کے اجتماع میں رویت ہلال کی تصدیق کی جس کے بعد علماء نے عید کا اعلان کیا (کوہستان ۱۶ء ۱)

مولانا محمود احمد رضا صاحب رضوی مدیر رضوان لاہور

" شرعاً عید منانے کیلئے شہادت یا رویت کی ضرورت ہے جب ایسا ثبوت شرعی مل جائے تو پھر اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اگر رویت یا شہادت نہ مل سکے تو پھر چاہے سیکڑوں مقامات پر چاند نظر آجانے کی خبریں آجائیں۔ ان خبروں کی بناء پر عید منانا نہ صرف ناجائز ہے بلکہ اسلام کی نظر میں ایک سنگین جرم بھی ہے، لوگ اپنی مغرب زدگی میں مبتلا ہوکر خبر و شہادت (شرعی) میں فرق نہیں کرتے، قانون اسلام کی اس پوزیشن کو سمجھ لینے کے بعد بھی جو لوگ علماء پر زبان طعن دراز کررہے ہیں وہ نہ صرف انصاف و دیانت کا خون کر رہے ہیں بلکہ اسلام کے ایک متفقہ حکم کو بھی لایعنی قرار دے رہے ہیں محض ریڈیو کی اطلاعات پر عید منانے کا اعلان مداخلت فی الدین اور انتہائی افسوسناک بات ہے جنھوں نے محض ریڈیو کی خبر پر ۳۰ رمضان کو عوام کے روزے برباد کئے وہ اسلامی ضابطہ کی خلاف ورزی کر کے نہ صرف خود گنہگار ہوئے بلکہ عوام کو ایک نئی مصیبت میں مبتلا کردیا۔ یعنی جن لوگوں نے ریڈیو کی خبروں پر روزہ توڑ دیا۔ ان پر روزے کی قضاء بھی لازم ہے اور سالم روزے مسلسل کفارہ کے بھی واجب ہیں "

مولانا محمد اجمل صاحب نعیمی سنبھل

عید کے چاند میں ہر کس و ناکس اپنے آپ کو مفتی دین اور قاضی شرع سمجھتا ہے اور ہر نامقبول و نااہل کی خبر پر ثبوت ہلال کا قطعی طور پر حکم دے دیتا ہے عوام کا تو ذکر ہی کیا۔ بعض خواص " ذ علماء " کی یہ حالت زار ہے کہ وہ نہ شہادت کی صحیح تعریف جانیں نہ تحمل و ادا کے فرق کو پہچانیں، نہ انھیں شہادت نفس کے شرائط پر اطلاع نہ شہود بہ کی شرائط کا پتہ نہ انھیں یہ معلوم کہ کن کن شاہدوں کی شہادت معتبر ہے نہ انھیں یہ امتیاز حاصل ہے کہ احکام شرع کی بناء یقینیات پر ہے یا ظنیات پر حتی کہ ان کی لاعلمی ہی نہیں بلکہ دلیری کی نکتہ پہنچ گئی ہے رویت ہلال کے متعلق ادھر تو عوام نے کچھ ایسے من گھڑت قواعد اور قیاسات بنالیے ہیں جن کی دین میں کوئی اصل نہیں ادھر مغربی ایجادات کے متوالوں نے تار، ٹیلیفون، ریڈیو وائرلیس ٹیلی ویژن وغیرہ کی خبروں کو رویت ہلال کے لیے حجت مان لیا ہے جن کی خبر شرعاً غیر مقبول و نامعتبر ہے

مولانا ابراہیم رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جیلانی میاں) بریلی

(دربارہ ہلال) خط تار ساشتہار اخبار ٹیلیفون، ریڈیو سب بیکار، افواہ بازار یا دو چار کا کہیں سے آکر کہہ دینا کہ فلاں جگہ چاند ہوا سب ناقابل اعتبار رویت درکار ورنہ شہادت شرعیہ بر دار ہے۔ "

کریم نگر کے حضرات کیلئے لمحۂ فکریہ

شاہین توکلی صاحب نے بریلی سے جو فتویٰ حاصل کیا ہے اس سے متاثر ہو کر کچھ حضرات نے ہمارے پاس کچھ خطوط و متعدد رجسٹری ارسال کی ہیں جن کے جواب میں اختلافات کے سد باب اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل جواب دیا جا رہا ہے (ادارہ)

از ... بریلی

مکرمی و محترمی ... السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کی رجسٹری نیز کئی رجسٹریاں اسی قسم کی مضامین کی نظر سے گزریں اور فقیر کے پاس محفوظ ہیں۔ فقیر کے خیال میں آپ جملہ حضرات کو غلط فہمی ہوئی ہے جو مفتی صاحب کے متعلق ایسا گمان کیا ہے۔ اکتوبر کے رسالے میں جو فتویٰ شائع ہوا وہ سوال شاہین صابری صاحب نے دفتر نوری کرن بھیجا تھا اس سوال کو بغور پڑھکر فیصلہ کریں کہ اگر آپ مسند افتاء پر رونق افروز ہوتے تو کیا کرتے سائل نے للہیت سے کام لیا ہو یا نفسانیت سے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے مفتی صاحبان تو جیسا سوال ہوگا اس کو سامنے رکھ کر صحیح جواب دینگے۔ آپ حضرات کو چاہئے تھا کہ اکتوبر کے شمارے میں فتویٰ پڑھنے کے بعد ہی صحیح حالات سے آگاہ کر دیتے تو یہانتک نوبت نہ آتی۔ رہا والد ماجد قبلہ صوفی عزیز احمد صاحب رضوی سرپرست نوری کرن، کا مضمون ہے اس کا فتوے سے کوئی تعلق نہیں نہ وہ مضمون باب الاستفسار کے تحت نومبر کے شمارے میں شائع ہوا۔ بلکہ وہ تو ہماری ڈاک کے تحت شاہین توکلی کے خط کا جواب ہے اسمیں صرف اکتوبر کے فتوے کی تائید میں چند جملے لکھے ہیں، ورنہ صوفی صاحب قبلہ نہ مفتی ہیں نہ مضمون فتویٰ سے متعلق ہے اس کے علاوہ جو کچھ صوفی صاحب قبلہ نے لکھا ہے وہ اپنا ذاتی تجربہ ہے فقیر نے خود صوفی صاحب قبلہ کے ہمراہ دور دور کا سفر کیا ہے چنانچہ کنکنہ میں کئی جگہ ایسے منافقین پائے گئے جو میلاد و قیام بھی کر رہے ہیں بلکہ خود میلاد پڑھ رہے ہیں نعرۂ رسالت بھی لگا رہے ہیں اور وہ سب کچھ کر رہے ہیں جو ایک کٹر سنی کر سکتا ہے۔ پیری مریدی کا سلسلہ بھی جاری ہے مگر دو سال کے تجربے کے بعد

۲۶ نومبر ۱۹۶۶ء

۷۸۶ / ۹۲

بعض اہل نظر نے پتہ لگا لیا کہ یہ خالص دیوبندی اور وہابی عقیدہ کے ہیں اور دیوبند سے سازباز کئے ہیں چندہ وغیرہ وہیں کے مدرسوں کو بھجوا دیتے ہیں۔ مگر محترم آج دنیا میں عجیب کچھ ہو رہا ہے بظاہر اہل سنت بنے ہوئے ہیں مگر حقیقتاً وہابیت اور دیوبندیت کا پرچار کرتے ہیں بعض وہ بھی ہیں جو دونوں طرف ملے ہوئے ہیں ادھر جاتے اور ان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھی ہیں ادھر آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو پکے سنی ہیں عاشق رسول ہیں دیکھو تو ہم میلاد بھی کرتے ہیں قیام بھی کرتے ہیں میلاد وغیرہ وغیرہ خود مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جو حکیم الامت کے خطاب سے یاد کئے جاتے ہیں کانپور میں کئی مہینے رہے مگر جب کوئی ان کا مرید نہ ہوا تو میلاد شریف پڑھنا شروع کر دیا اور سنیوں کا سا وعظ کہنا شروع کر دیا جسکے نتیجہ میں چند روز ہی میں ان کے سیکڑوں مرید ہو گئے اتفاق کی بات کہ ایک سنی پوسٹ مین نے ایک خط جو مولوی رشید احمد گنگوہی کا ان کے نام آیا تھا پڑھ لیا اور کھیر بگڑ گئی ڈاک بھی بگڑ گئی ... مفصل واقعات (وہابیہ کی تقیہ بازی کے نام سے شائع ہو چکے ہیں اب گزارش یہ ہے کہ اگر آپ للہیت کے ساتھ چاہتے ہیں کہ اس مضمون سے رجوع کر لیا جائے تو فقیر اس کے لئے خلوص دل سے تیار ہے صوفی صاحب بھی تیار ہو جائیں گے آپ عنداللہ اتنا کریں کہ واپسی ڈاک ان جملہ حضرات سے یہ لکھا کر دستخط بھیجدیں کہ ہمارے نزدیک وہ لوگ قطعی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں جنہوں نے خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی ہیں جنکی کتابوں کے حوالے سے پوسٹر حق و باطل کو پہچانو! میں انکی وہ سب عبارات لکھی ہوئی ہیں، ایسا لکھنے والے ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور جو ان مولویوں کو مسلمان سمجھے بحکم فقہائے کرام من شک فی کفرہ و عذابہ

سے کھلے الفاظ میں رجوع شائع کرا دی جائے گی۔ والسلام الفقیر اقبال احمد نوری ایڈیٹر نوری کرن بریلی

ضیغم اہلسنت صمصام المناظرین علامہ م
حمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی کی
لائبریری مرکزالافتاء اہلسنت میلسی پاکست
ان

طالب خیر۔ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند
و حضور مجاهد ملت ابن ضیغم اہلسنت ڈ
اکٹر انوار احمد رضا مصطفوی رضوی مفت
ی مرکز الافتاء اہلسنت میلسی پاکستان